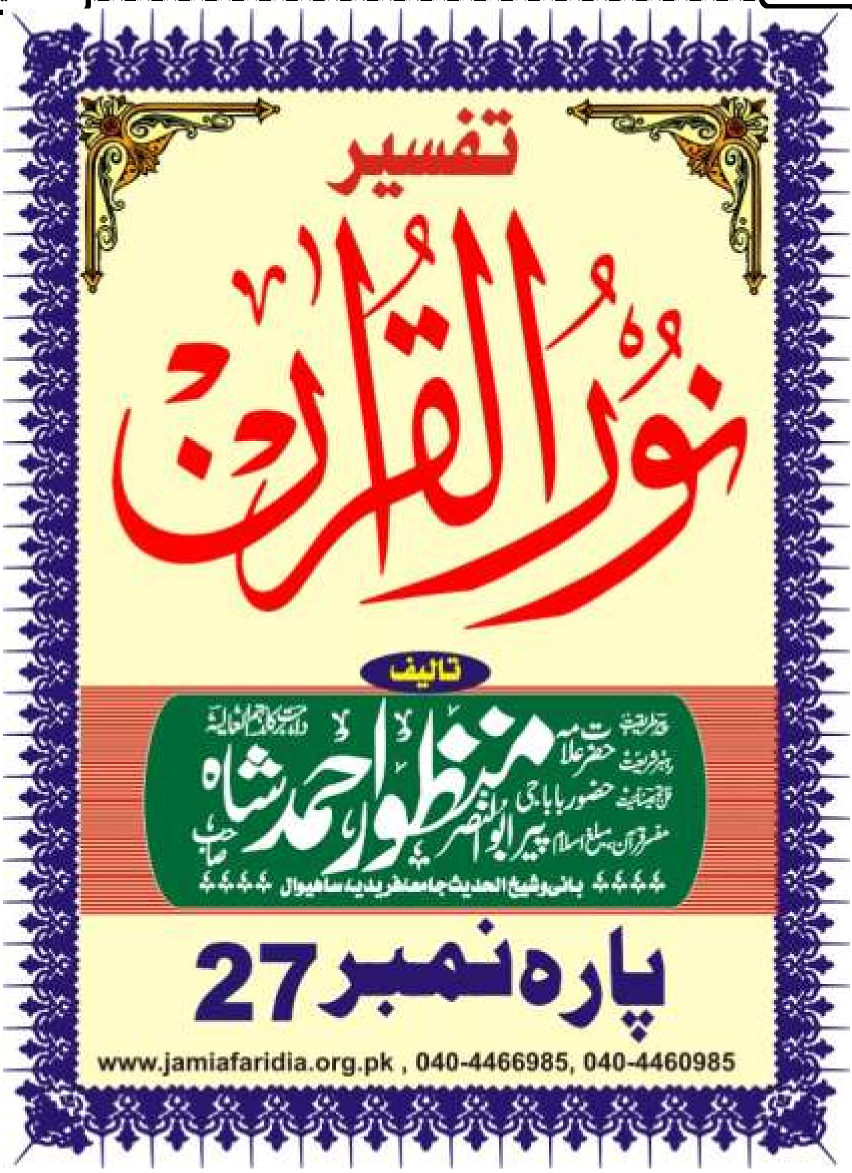
تفسیر
نور القرآن
تالیف
پیر ابو النصر منظور احمد شاہ صاحب
بانی وشیخ الحدیث جامعہ فریدیہ ساہیوال
پارہ نمبر 27
www.jamiafaridia.org.pk , 040-4466985, 040-4460985

سورۃ النجم

یہ سورۃ پاک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی، اس سورۃ پاک کے اُترنے کا سبب یہ بنا، مشرکین کہتے تھے کہ قرآن مقدس آسمانی کتاب نہیں اسے خود حضور ﷺ نے بنایا ہے تو اُن کے اس غلط پروپیگنڈا کے جواب میں یہ سورۃ پاک نازل ہوئی۔ اس سورۃ پاک کے متعلق بخاری شریف کی ایک حدیث اس طرح ملتی ہے اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔[1]

فرماتے ہیں یہ سورۃ پاک النجم مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ نے تلاوت فرمائی آپ کے ساتھ بہت سے لوگوں نے سجدہ کیا سوا ایک شخص کے اس نے کچھ کنکریاں لیں اور پیشانی پر رکھ لیں اور کہا مجھے یہ کافی ہے پھر میں نے اس شخص کو دیکھا وہ کفر کی حالت میں قتل کیا گیا۔[2]

اس سورۃ پاک میں اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ حضور ﷺ اللہ کی طرف سے جو پیغام پہنچاتے ہیں آپ اس میں سچے ہیں اور یہ قرآن وحی الٰہی ہے جو جبریل علیہ السلام کی وساطت سے آپ پر نازل ہوا۔ اس سوۃ پاک میں بتایا گیا ہے حضور ﷺ نے اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے، اس سورۃ پاک میں مشرکین کی بت پرستی کی تردید کی گئی ہے مشرکین کے اس عقیدہ کی تردید کی گئی ہے لات منات اللہ کی بیٹیاں ہیں، اس سورۃ پاک میں مرنے کے بعد جی اُٹھنے پر دلائل ہیں حشر نشر کے عقیدہ کو واضح کیا گیا ہے، اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ قرآن مقدس پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اس سورۃ پاک میں معراج کی رات حضور ﷺ کو خدا کے ساتھ قرب کو بیان فرمایا گیا ہے جس کی تشریح ''فکان قاب قوسین'' میں ہے۔[3]

اس سورۃ پاک کی ۶۲ (باسٹھ) آیات مبارکہ اور تین (۳) رکوع ہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

---

1 عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بڑے جلیل القدر صحابی ایک روایت کے مطابق آپ سے پہلے فقط پانچ افراد نے اسلام قبول کیا آپ بدری صحابی ہے آپ نے تمام غزوات میں شرکت کی آپ کا بتیس ہجری کو انتقال ہوا۔

2 محمد بن اسماعیل (المتوفی 256ھ)، الجامع الصحیح للبخاری، باب ما لقی النبی ﷺ، الرقم 3853 ص 5/45

3 النجم، 53:27

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

وَالنَّجۡمِ اِذَا هَوٰى ۙ﴿۱﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمۡ وَمَا غَوٰى ۚ﴿۲﴾ وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى ؕ﴿۳﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡىٌ يُّوۡحٰى ۙ﴿۴﴾ عَلَّمَهٗ شَدِيۡدُ الۡقُوٰى ۙ﴿۵﴾ ذُوۡ مِرَّةٍ ؕ فَاسۡتَوٰى ۙ﴿۶﴾ وَهُوَ بِالۡاُفُقِ الۡاَعۡلٰى ؕ﴿۷﴾

صدق اللہ العظیم

روشن ستارہ کی قسم جب وہ (زمین کی طرف) اترا (۱) تمہارے رسول (محمد ﷺ) نے نہ کبھی سیدھا راہ گم کیا اور نہ ہی کبھی سیدھی راہ کے بغیر چلے (۲) وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے (۳) ان کا کہا ہوا وہی ہے جس کی ان کی طرف وحی کی جاتی ہے (۴) سخت قوتوں والے نے ان تک علم پہنچایا (۵) جو بڑا صاحب حکمت ہے، وہ نمودار ہوا (۶) اس وقت وہ آسمان کے سب سے اونچے کنارے پر تھے (۷)

شان محبوب مصطفیٰ ﷺ

"والنجم" کی تفسیر میں بہت سے اقوال ملتے ہیں، کون سا ستارہ مراد ہے مگر "نجم" کا محبوب ترجمہ اس سے مراد حضور ﷺ کی ذات ہے معنی یوں ہو گا محمد ﷺ کی قسم جب وہ معراج کی رات کو آسمان سے زمین پر آئے۔ اس ضمن میں عتبہ بن ابی لہب کا واقعہ عبرت سے خالی نہیں اس نے کہا میں محمد ﷺ کے پاس جاؤں گا اور انہیں تکلیف پہنچاؤں گا یہ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہا اے محمد (ﷺ) میں "والنجم اذا ھویٰ" کا انکار کرتا ہوں اور حضور ﷺ کے چہرہ انور پر تھوک دیا، اس گستاخی کے علاوہ اس نے حضور ﷺ کی صاحبزادی کو طلاق بھی دی تھی، حضور ﷺ نے دعا کی اللہ اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط کر دے۔ ایک رات ابولہب نے اپنے ساتھیوں سے کہا ہماری مدد کرو، مجھے اپنے بیٹے کے متعلق محمد کی دعا کے ضرر کا خطرہ ہے، اسی رات ایک شیر آیا وہ سونے والوں کو سونگھتا

گیا حتی کہ عتبہ پر حملہ کر کے ہلاک کر دیا، یہ واقعہ بہت سی کتب میں درج ہے۔ در منثور، روح البیان، سنن کبریٰ نے تفصیل لکھی ہے۔[1]

"نجم" کے معنی ستارے کا ہے جیسے ستارے سے راستہ ملتا ہے ایسے ہی حضور ﷺ سے ہدایت کا راستہ ملتا ہے۔[2] "النجم" سے قرآن مجید مراد لینا اس لئے مناسب ہے کہ نبی کریم کی نبوت ورسالت کے صدق پر دلالت کرتا ہے۔ امام جعفر بن محمد فرماتے ہیں "النجم" سے مراد حضور ﷺ کی قسم ہے، یہ اس لئے مناسب ہے کہ اس سے پچھلی آیات مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذکر ہے۔

"ماضلّ" کے ارشاد سے واضح ہو رہا ہے حضور ﷺ کیلئے ضلال نہیں گمراہی نہیں[3] بعض لوگوں کو غلط فہمی ہو گئی کہ حضور ﷺ کیلئے بھی گمراہی ہے (معاذ اللہ) انہوں نے "ووجدك ضالا فهدىٰ" سے دلیل بنائی۔ عرب "ضال" اس درخت کو کہتے تھے جو اونچا ہے اکیلا ہے لوگ اسے دیکھ کر راہ پاتے تھے حضور ﷺ بھی وہ عظیم ہیں جنہیں دیکھ کر لوگ صحیح راستہ پاتے ہیں۔[4]

یہ معنی بھی کیا گیا ہے حضور ﷺ کو سہو ہوا تو آپ کو سیدھی راہ پر چلایا یہ تعلیم اُمت کیلئے تھا، اگر یہ بھول نہ ہوتی تو اُمت کو نماز میں اپنی بھول درست کرنے کا پتہ کیسے چلتا۔ "ومایںطق" کے ارشاد میں ہے کہ حضور ﷺ کی اپنے نفس کی کوئی خواہش نہ تھی، آپ وہی چاہتے تھے جو اللہ چاہتا تھا آپ کی رضا اللہ کی مرضی تھی اور اللہ کی رضا آپ کی مرضی تھی۔[5]

آیہ مبارکہ میں ارشاد ہے سخت قوتوں والے نے اس تک علم پہنچایا، یہاں سخت قوتوں والے سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں کہ انہوں نے وحی کے ذریعہ حضور ﷺ کو علم پہنچایا، آپ کی قوت کا یہ عالم ہے کہ لوط

---

1 محمد بن جریر (المتوفی 310ھ)، تفسیر طبری، ص 22/496
علی بن محمد، (المتوفی 450ھ)، تفسیر ماوردی، ص 6/205
احمد بن محمد، (المتوفی 427ھ)، تفسیر ثعلبی، ص 9/135
2 اسماعیل بن مصطفی (المتوفی 1127ھ)، تفسیر روح البیان، ص 9/211
عبد الرحمن بن ابی بکر، (المتوفی 911ھ)، تفسیر در منثور، ص 7/641
3 النجم، 53:2
4 والضحیٰ، 93:7
5 النجم، 53:3

علیہ السلام کی قوم کی ساری بستیاں اُٹھالیں اور آسمان تک لے جا کر نیچے پھینک دیں، ان کی شدت کا یہ عالم ہے انہوں نے دیکھا ابلیس عیسیٰ علیہ السلام سے کسی گھاٹی میں بات کر رہا ہے انہوں نے پھونک مار کر ابلیس کو ہند کے دور دراز پہاڑوں میں پھینک دیا ان کی شدت کا یہ عالم ہے قوم ثمود کو ایک چیخ سے برباد کر دیا۔ پھر اللہ نے عرش پر استوا فرمایا جیسے اس کی شان کے لائق تھا اور جبریل آسمان کے سب سے اونچے کنارے پر تھے۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿۸﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ﴿۹﴾ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ﴿۱۰﴾ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿۱۱﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿۱۲﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿۱۵﴾

صدق اللہ العظیم

پھر وہ زیادہ قریب ہوا پھر زیادہ قریب ہوا (۸) تو وہ دونوں کمانوں کی مقدار قریب ہو گئے یا اس سے بھی کم (۹) پھر اللہ نے اپنے بندے کی طرف وحی فرمائی جو بھی وحی فرمائی (۱۰) آپ کے دل نے اسکی تکذیب نہ کی جو آپ کی آنکھوں نے دیکھا (۱۱) کیا تم ان سے اس پر جھگڑ رہے ہو جو انہوں نے دیکھا (۱۲) اور بے شک انہوں نے اُسے دوسری بار دیکھا (۱۳) سدرۃ المنتہیٰ کے پاس (۱۴) اس کے پاس جنۃ الماویٰ ہے (۱۵)

حضور ﷺ کا رویت باری تعالیٰ

اس آیہ مبارکہ میں ذکر ہے پھر وہ زیادہ قریب ہوا کون کس کے قریب ہوا، ابن جوزی کہتے ہیں رب قدوس معراج کی رات حضور ﷺ کے قریب ہوا تو نبی پاک ﷺ دونوں کمانوں کی مقدار قریب ہو گئے۔ (الف) حضرت ابن عباس نے بھی یہی معنی کیا" قاب قوسین " کے بارہ میں امام رازی فرماتے ہیں یہ آیہ محاورہ عرب کے موافق ہے کیونکہ جب دو سردار ایک دوسرے سے معاہدہ کر لیتے ہیں تو وہ اپنی دونوں کمانوں کو ملاتے ہیں اور یہ اس بات کی علامت ہے کہ ان کے ہتھیار ایک ہیں اگر کوئی ان پر حملہ کرے گا تو وہ دونوں اس کے خلاف ہتھیار اُٹھائیں گے۔[1]

1 علی بن محمد، (المتوفی 450ھ)، تفسیر ماوردی، ص 5/393

اس آیہ کریمہ نے واضح کیا کہ اللہ اور رسول اللہ کا معاملہ واحد ہے اللہ کی رضا رسول اللہ کی رضا، اللہ کی ناراضگی رسول اللہ کی ناراضگی، رسول اللہ سے بیعت اللہ سے بیعت ہے آپ کا فعل اللہ کا فعل ہے، آپ کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے، آپ کا کنکریاں پھینکنا اللہ کا کنکریاں پھینکنا ہے۔ شب معراج اللہ نے اپنے بندے کی طرف وحی فرمائی جو وحی فرمائی محبوب بات اور پسندیدہ بات یہی ہے کہ اللہ نے اپنے بندے سے وحی فرمائی۔ آیہ پاک میں فرمایا گیا آپ کے دل نے اس کی تکذیب نہ کی جو آپ کی آنکھوں نے دیکھا یہاں فواد دل سے مراد صاحب دل ہے اور جسم کو دل سے اس لئے تعبیر فرمایا کہ دل جسم کا قطب ہے اور اسی پر مدارِ حیات ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور ﷺ نے معراج کی رات بیداری میں اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا۔[1]

حدیث شریف سے اس کی تائید اس طرح ہوتی ہے " فرأیت ربی فی احسن صورۃ " میں نے اپنے رب کو بہت حسین صورت میں دیکھا۔[2]

ابو العالیہ روایت کرتے ہیں حضور ﷺ سے اس آیہ کے متعلق پوچھا گیا آپ نے فرمایا میں نے رویا کو دیکھا، رویا کے حجاب و دیکھا، حجاب کے پار نور کو دیکھا۔ آیہ کریمہ میں فرمایا اس نے اُسے دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے قریب دیکھا یعنی جبریل کو دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا اس کے پاس جنت الماویٰ ہے، اسی عنوان پر کچھ اختلافی روایات ملتی ہیں مگر محبوب پسندیدہ اور مختار یہی ہے کہ آپ نے اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا، حضور ﷺ نے اپنے رب کو دوسری مرتبہ دیکھا، آپ جب پچاس نمازیں لے کر واپس آرہے تھے تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یہ بہت زیادہ ہیں، تخفیف کرائیں تو آپ بار بار اپنے رب کے پاس جارہے تھے اور واپس آرہے تھے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

---

1 احمد بن علی بن موسیٰ (المتوفی 458ھ)، الاسماء والصفات للبیہقی، باب ما جاء فی قول اللہ الرقم 933 ص 360

2 محمد بن عیسیٰ (المتوفی 279ھ)، جامع ترمذی، باب ومن سورۃ ص الرقم 3234 ص 5/367

سلیمان بن احمد (المتوفی 360ھ)، المعجم الکبیر، باب عبد الملک بن عمیر عن عبد الرحمن الرقم 290 ص 20/141

إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى ﴿١٦﴾ مَا زَاغَ
الْبَصَرُ وَمَا طَغَى ﴿١٧﴾ لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ
الْكُبْرَى ﴿١٨﴾ أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى ﴿١٩﴾
وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى ﴿٢٠﴾ أَلَكُمُ الذَّكَرُ
وَلَهُ الْأُنْثَى ﴿٢١﴾ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَى ﴿٢٢﴾ إِنْ
هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا
أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ۚ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا
الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ ۖ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ
مِنْ رَبِّهِمُ الْهُدَى ﴿٢٣﴾ أَمْ لِلْإِنْسَانِ مَا
تَمَنَّى ﴿٢٤﴾ فَلِلَّهِ الْآخِرَةُ وَالْأُولَى ﴿٢٥﴾

صدق اللہ العظیم

جب سدرہ کو ڈھانپ لیا اس چیز نے جس نے ڈھانپ لیا (۱۶) آپ کی نظر نہ کج ہوئی نہ بہکی (۱۷) بے شک انہوں نے اپنے رب کی نشانیوں میں سے سب سے بڑی نشانی کو ضرور دیکھا (۱۸) کیا تم نے لات و عزیٰ کو بغور دیکھا (۱۹) اور اس تیسری ایک اور منات کو (۲۰) کیا تمہارے لئے بیٹے ہیں اور اللہ کیلئے بیٹیاں (۲۱) پھر تو یہ (تیری) غلط تقسیم ہے (۲۲) یہ صرف وہ نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے اللہ نے ان پر کوئی دلیل نازل نہیں کی یہ (مشرکین) صرف اپنے گمان کی پیروی کرتے ہیں اور اپنی نفسانی خواہشوں کی اور بے شک ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس ہدایت آچکی ہے (۲۳) کیا آدمی کو مل جائے گا جو کچھ وہ خیال باندھے (۲۴) تو آخرت اور دنیا سب کا مالک اللہ ہی ہے (۲۵)

عظمت و قوت محبوب خدا ﷺ

"سدرہ کو ڈھانپ لیا اس چیز نے جس نے ڈھانپ لیا" سدرہ بیری کا ایک درخت ہے نیچے سے جو چیزیں اوپر چڑھتی ہیں وہ سدرہ سے اوپر نہیں جا سکتیں اوپر سے جو چیزیں نیچے اُترتی ہیں وہ سدرہ سے نیچے نہیں جا سکتیں اور ہمارے نبی کریم ﷺ معراج کی رات سدرہ سے اوپر بھی گئے اور نیچے بھی آئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جب مجھے اوپر کی طرف لے جایا گیا تو وہاں ساتویں آسمان پر سدرۃ المنتہیٰ تھا۔[1]

1 احمد بن شعیب (المتوفی 303)، السنن الکبری للنسائی، باب ذکر سدرۃ المنتہی الرقم 11469 ص 10/274

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ کے سامنے سدرۃ المنتہیٰ کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ سدرہ کی ایک شاخ کے سایہ میں ایک سوار سو سال تک سفر کرتا رہے گا۔[1]

سدرہ کو ڈھانپنے والی کیا شے تھی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، وہ سونے سے بنے ہوئے پروانے ہیں یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ سدرہ کو رب العالمین کے نور نے ڈھانپ لیا، پس وہ روشن ہو گئی۔[2]

ایک اور حدیث شریف میں اس طرح ہے حضور ﷺ نے فرمایا میں نے دیکھا کہ ہر پتے پر ایک فرشتہ کھڑا ہوا اللہ تعالیٰ کی تسبیح کررہا ہے۔ آیہ پاک میں فرمایا گیا آپ کی نظر نہ کج ہوئی نہ بہکی، آپ نے عظیم نور کو دیکھا اور آپ کی نظر ادھر ادھر نہیں ہوئی۔[3]

یہ آیہ کریمہ اس پر دلیل ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا، یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ کی نظر نہ تو جنت کے زیب و زینت کی طرف مڑی اور نہ ہی دوزخ اور اس کے ہولناک عذاب کی طرف گئی بلکہ صرف اپنے رب کی ذات کا مشاہدہ کرتے رہے اور اپنے رب کی صفات کا مطالعہ کرتے رہے۔ ''بصر'' سر کی آنکھ کو کہتے ہیں اس سے واضح ہوا کہ حضور ﷺ نے بیداری میں اپنے سر کی آنکھ سے اپنے رب کو دیکھا، حضور ﷺ نے اپنے رب کی نشانیوں سے بڑی نشانی کو دیکھا۔ آپ نے حضرت جبریل کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا اس نے اپنے پروں سے افق کو گھیر رکھا تھا، نشانی کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ آپ نے جنت کے '' رفرف '' سبز رنگ کے تخت کو دیکھا۔ سفر معراج پاک میں محبوب کریم پر انعامات کا ذکر فرمایا گیا اس کے بعد ان آیتوں میں کفار مکہ جو بتوں کی عبادت کرتے تھے ان کے بطلان کو ظاہر فرمایا ہے کہ انہیں دیکھو تو سہی کیا یہی اس کائنات کو پیدا کرنے والے ہیں اللہ کے شریک ہیں ان بتوں کو تم نے اپنے ہاتھوں سے بنایا پھر یہ تمہارے اور ساری کائنات کے خالق و رازق کیسے ہو گئے؟

---

1 محمد ثناء اللہ، (المتوفی 1225)، تفسیر مظهری، ص 9/113

2 محمد بن عیسیٰ (المتوفی 279ھ)، جامع ترمذی، باب ماجاء فی صفة ثمار اهل الجنة، الرقم 2541 ص 4/680
محمد بن عیسیٰ (المتوفی 279ھ)، جامع ترمذی، باب ماجاء فی صفة ثمار اهل الجنة، الرقم 2541 ص 4/261

3 مسلم بن حجاج (المتوفی 261ھ)، الجامع الصحیح للمسلم، باب فی ذکر سدرة المنتهی الرقم 279 ص 157
احمد بن حنبل، (المتوفی 241ھ)، مسند احمد، باب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنه الرقم 3665 ص 6/181
احمد بن شعیب (المتوفی 303)، السنن الکبری للنسائی، باب فرض الصلاة الرقم 311 ص 1/200
ابو محمد الحسین بن مسعود بن محمد (المتوفی 516ھ)، شرح السنة للبغوی، باب المعراج الرقم 3757 ص 13/349

بت پرستوں کی ظالمانہ تقسیم کا ذکر فرمایا کہ اپنے لئے بیٹوں کے قائل ہیں اور خدا کیلئے بیٹیاں مانتے ہیں، لات، منات، عزیٰ یہ دیویوں کے نام تھے، فرمایا گیا یہ نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے اس پر اللہ نے کوئی دلیل نہیں اُتاری، یہ محض تمہارا گمان ہے اور نفسانی خواہش ہے، ان کے پاس رب کی طرف سے ہدایت آچکی ہے کیا انسان کیلئے وہ سب کچھ ہوتا ہے جس کی خواہش کرتا ہے۔ کفار کی تمنا تھی کہ حضور ناکام ہوں ان کے معبودان باطل کامیاب ہوں مگر یہ ان کی خواہش پوری نہ ہوئی، رُسوا ہوئے۔ یہ فرما کر ان کے منہ بند کئے گئے، دنیا و آخرت کا مالک اللہ ہی ہے جیسے چاہے جسے چاہے نواز دے، رُسوائی کفار کا مقدر بن چکی ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِیْبِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿۲۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ﴿۲۸﴾ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾

اور آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے ایسے ہیں جنکی شفاعت کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی سوا اس کے کہ اللہ جس کیلئے چاہے "شفاعت کی" اجازت دے اور (اس کی شفاعت سے) راضی ہو (۲۶) بے شک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ فرشتوں کے نام عورتوں کے نام سے رکھتے ہیں (۲۷) اور انہیں اس کا علم بالکل نہیں صرف گمان کی پیروی کرتے ہیں اور بے شک ظن یقین سے مستغنی نہیں کرتا (۲۸) تو جو ہماری یاد سے پیٹھ پھیرے اور صرف دنیاوی زندگی کا ارادہ کرے آپ اُس سے اعراض کریں (۲۹) یہی ان کے علم کی انتہا ہے بے شک آپ کا رب اُسے خوب جانتا ہے جو اُس کی راہ سے بھٹک گیا اور اُسے بھی خوب جانتا ہے جس نے ہدایت پالی ہے (۳۰)

صدق اللہ العظیم

کفار و مشرکین کی مذمت

اس آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اُن کفار و مشرکین کی مذمت کی ہے جو فرشتوں کی عبادت کرتے تھے اور کہتے یہ تھے کہ ہم ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ ہمیں اللہ کا قرب حاصل ہو، اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا فرشتے اللہ کی عبادت کرتے ہیں اس کے ہاں معظم ہیں اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے پاس کسی کی شفاعت نہیں کر سکتے، ہاں جس کی شفاعت کی اجازت اللہ فرمادے اس کی شفاعت کریں گے ہاں اللہ مومنوں کی اجازت دے گا اور اس سے خوش ہو گا۔ فرمایا جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کے نام عورتوں کے نام سے رکھتے ہیں، انہیں قطعی کوئی علم نہیں محض گمان کے پیچھے چلتے ہیں۔

کفار کے اسی عقیدہ کی تردید فرمائی جارہی ہے کہ فرشتے اور لات، عزیٰ، منات خدا کی بیٹیاں ہیں، نہ اُنہیں کسی رسول نے بتایا کہ فرشتے بیٹیاں ہیں اور نہ کسی آسمانی کتاب نے بتایا کہ فرشتے بیٹیاں ہیں نہ یہ فرشتوں کی پیدائش کے وقت موجود تھے۔ لات منات پتھر سے بنائی گئی دیوی ہیں کسی عورت کی مورت اور مجسمہ ہے، کفار کا فرشتوں کو بیٹیاں کہنا یہ محض گمان ہے کوئی حقیقت نہیں جو لوگ کسی بھی طریقہ سے اصلاح قبول نہ کریں محض دنیاوی زندگی کا ارادہ کریں، محبوب آپ اُن سے اعراض کریں اور اُنہیں اس کے حال پر چھوڑ دیں۔

آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا جو ایمان لانے سے انکار کردے قرآن کی دعوت کو نہ مانے حشر نشر کا مذاق اُڑائے کسی بھی اصلاحی صورت کو قبول نہ کرے اور پورے معاشرہ کیلئے خطرہ بن جائے تو اس کا آخری حل یہی ہے کہ اس کے خلاف جہاد کیا جائے، کفار کے ناقص علم کے متعلق فرمایا گیا کہ یہ ان کا مبلغ علم ہے دنیا کو ترجیح دیتے ہیں، نفسانی خواہشات کے فریفتہ ہیں، جائز ناجائز کا امتیاز نہیں، فرشتوں اور بتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں، یہ اُن کے علم کی انتہاء ہے۔ یہ آیہ مبارکہ ولید بن مغیرہ کے حق میں اُتری، اُن کا مبلغ علم صرف اسی دنیا کے متعلق ہے یہ لوگ صرف دنیا کو دیکھتے ہیں اور دینی کاموں سے یکسر غافل ہیں صرف کھانے پینے اور اپنی پسندیدہ چیزوں تک ہی رسائی رکھتے ہیں، ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ ان کا فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہنا ہی مبلغ علم ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿٣١﴾ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿٣٢﴾ صدق اللہ العظیم

اور اللہ ہی کیلئے ملکیت میں ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے تا کہ وہ ان لوگوں کو سزا دے جنہوں نے برے کام کئے اور ان لوگوں کو اجر دے جنہوں نے نیک کام کئے (۳۱) جو لوگ کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں ماسوا چھوٹے گناہوں کے بے شک آپ کا رب وسیع مغفرت والا ہے اور وہ تمہیں خوب جاننے والا ہے جب اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا تھا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں پیٹ کے بچے تھے سو تم اپنی پارسائی کا دعویٰ نہ کرو اللہ متقین کو خوب جانتا ہے (۳۲)

اللہ سب ظاہر و باطن سے آگاہ ہے

اس سے پہلی آیہ مبارکہ میں رب قدوس جل مجدہٗ نے اپنے علم کی وُسعت کا ذکر فرمایا تھا کہ اُسے تمام لوگوں کا علم ہے اس آیہ پاک میں اپنے علم کے شمول کا ذکر فرمایا ہے کہ وہ تمام اچھے برے کاموں کو جانتا ہے کہ بروں کو سزا دے اور نیک لوگوں کو جزا دے، یہ دلیل ہے کہ وہ تمام آسمانوں زمینوں کا مالک ہے۔ آیہ مبارکہ میں ارشاد ہے جو لوگ کبیرہ گناہوں سے بچتے ہیں "الا اللّمم" سے مراد چھوٹے گناہ ہیں کبیرہ گناہ اور فواحش دو کا ذکر فرمایا گیا، فاحش کے ذکر سے زنا کی مذمت ہو گئی ہے کہ قرآن مقدس نے زنا کو فاحشہ اور بُرا راستہ فرمایا ہے۔[1]

" لا تقربوا الزنیٰ انه کان فاحشه " اسلام نے اس قبیح گناہ سے بچنے کے متعلق نہایت سخت انداز میں فرمایا ہے، زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔[2]

غیر مسلموں نے بھی زنا کو بُرا جانا ہے مگر لڑکا لڑکی کی خوشی سے ہو جائے تو سزا کے مستحق نہیں، اسلام نے مرد عورت کی رضا سے بھی جرم قرار دیا ہے اور قابل سزا کہا ہے، غیر مسلموں نے مرد عورت میں میل

1 محمد بن جریر (المتوفی 310ھ)، تفسیر طبری، ص 22/537
2 الاسرا، 17:32

جول ہنسی مذاق بے تکلف کھیل کود پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔ اسلام نے ان ساری چیزوں کو منع کر دیا ہے کہ یہ ساری چیزیں زنا کے قریب آتی ہیں۔ بعض نے "اللّمم" کا معنی کیا ہے وہ گناہ جس کی حد کا ذکر نہیں۔ چھوٹے گناہ کے بارہ میں حدیث شریف اس طرح ملتی ہے، عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا پانچ نمازیں اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ کی نماز ان کے درمیان ہونے والے گناہوں کیلئے کفارہ ہو جاتی ہیں جب تک کہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ [1]

یہی عنوان ایک اور حدیث شریف سے اس طرح ملتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا یہ بتا اگر کسی شخص کا گھر دریا کے پاس ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ نہائے تو کیا اس کے جسم پر میل رہ جائے گی عرض کی نہیں یارسول اللہ! [2]

تو فرمایا یہ پانچ نمازوں کی مثال ہے اللہ تعالیٰ ان کے سبب سے گناہ مٹا دیتا ہے "اللّمم" کا ذکر فرمانے کے بعد فرمایا بے شک وہ وسیع مغفرت والا ہے جو شخص گناہ کے بعد توبہ استغفار کرے تو اللہ وسیع مغفرت والا ہے کہ اسے معاف فرمادے، [3]

انسان کو مٹی سے پیدا کرنے کے متعلق ترمذی شریف کی ایک روایت اس طرح ملتی ہے، جب زمین سے مٹی نکالی گئی تو ہم سب کو اس مٹی سے پیدا کیا گیا پھر اس مٹی کو ہمارے باپ دادا کی پشتوں میں رکھ دیا گیا، بعض مٹی سفید اور روشن تھی بعض کوئلہ کی طرح سیاہ تھی سو ہم کو انہیں رنگوں پر پیدا کیا گیا، ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ ہر مولود کے اوپر اس کی قبر کی مٹی چھڑکی جاتی ہے۔ [4]

---

1 مسلم بن حجاج (المتوفی 261ھ)، الجامع الصحیح للمسلم، باب الصلوة الخمس والجمعة الی الجمعة الرقم 233 ص 1/209
محمد بن عیسیٰ (المتوفی 279ھ)، جامع ترمذی، باب فی نفل الصلوات الخمس الرقم 214 ص 1/418
اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر الانصاری، حدیث اسماعیل بن جعفر، باب رابعا احادیث الرقم 244 ص 1/318
احمد بن حنبل، (المتوفی 241ھ)، مسند احمد، باب ابوھریرہ رضی اللہ عنہ الرقم 8715 ص 14/333

2 مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح للمسلم، باب المشی الی الصلاۃ تمحی الرقم 667 ص 1/462
محمد بن عیسیٰ (المتوفی 279ھ)، جامع ترمذی، باب مثل الصلوات الخمس الرقم 2868 ص 5/151
احمد بن شعیب (المتوفی 303ھ)، سنن نسائی، باب فضل الصلاۃ الخمس الرقم 482 ص 1/230
محمد بن یزید (المتوفی 273ھ)، سنن ابن ماجہ، باب ما جاء فی ان الصلاۃ کفارۃ الرقم 1397 ص 1/447

3 النجم، 53:32

4 محمد بن عیسیٰ (المتوفی 279ھ)، جامع ترمذی، باب الرقم 3956 ص 5/735
احمد بن حنبل، (المتوفی 241ھ)، مسند احمد، باب مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ الرقم 8735 ص 10/349

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے ایک معنی یہ بھی بیان کیا ہے ہر بچے کی ناف میں مٹی ہوتی ہے جس سے وہ پیدا کیا جاتا ہے جب بڑھاپا آتا ہے تو وہ اس مٹی کی طرف لوٹایا جاتا ہے جس سے وہ پیدا کیا گیا تھا۔[1]

" فلاتزکوا انفسکم " میں فرمایا گیا ہے کہ تم اپنی پارسائی کا دعویٰ نہ کرو، اللہ متقین کو خوب جانتا ہے۔[2]

حسن بصری فرماتے ہیں اللہ ہر نفس کو جانتا ہے کہ وہ اب کیا عمل کر رہا ہے اور آئندہ کیا کرے گا، ایمانداروں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اللہ تمہارے حالات خوب جانتا ہے خود ستائی نہ کرو فخر و ریا سے کام نہ لو عجز و انکساری کو اپناؤ۔

وَصلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدِدِ خَلْقِہٖ

اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ﴿٣٣﴾ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ﴿٣٤﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿٣٥﴾ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿٣٦﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى ﴿٣٧﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿٣٨﴾ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿٣٩﴾ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿٤٠﴾ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿٤١﴾ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿٤٢﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ﴿٤٣﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ﴿٤٤﴾ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿٤٥﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿٤٦﴾

صدق اللہ العظیم

کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے پیٹھ پھیری (۳۳) اور تھوڑا سا مال دیا اور روک لیا (۳۴) کیا اس کے پاس علم غیب ہے جو وہ دیکھ رہا ہے (۳۵) کیا اُسے اس چیز کی خبر نہیں ہوئی جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہے (۳۶) اور ابراہیم کے صحائف میں ہے جنہوں نے وفا کی (۳۷) کہ کوئی بوجھ اُٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا (۳۸) اور یہ کہ ہر انسان کو اسی کا بدلہ ملے گا جو اس نے عمل کیا (۳۹) اور یہ کہ اس کا عمل عنقریب دیکھا جائے گا (۴۰) پھر اس کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا (۴۱) اور یہ کہ آخر کار آپ کے رب کے پاس ہی پہنچنا ہے (۴۲) اور یہ کہ اسی نے ہنسایا ہے اور اسی نے رُلایا (۴۳) اور یہ کہ اسی نے مارا اور

محمد بن عیسیٰ (المتوفی 279ھ)، جامع ترمذی، باب فی نفل شام والیمن

1 علی بن حسام الدین (المتوفی 975ھ)، کنز العمال، باب فضائل ابوبکر الصدیق الرقم 32673 ص 11/565

2 النجم، 53:32

اسی نے زندہ کیا (۴۴) اور یہ کہ اُسی نے نر مادہ کے دو جوڑے نطفہ سے پیدا کئے (۴۵) جب اس کو مادہ کے رحم میں ٹپکایا (۴٦)

کفار کا لوگوں کو اسلام سے باز رکھنا

اس آیہ کریمہ کے اترنے کا سبب یہ بنا جب ولید بن مغیرہ نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کر لیا تو بعض مشرکین نے اسے شرم دلائی کہ سوچو کیا کر رہے ہو تم اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ وگے اور گمان کر رہے ہو کہ وہ دوزخ میں جائیں گے تجھے تو ان کی مدد کرنی چاہیئے تھی اس شخص نے کہا اگر تم پر عذاب ہوا تو میں برداشت کروں گا ، شرط یہ ہے کہ تم مجھے اس قدر مال دے دو، ولید نے مال دینے کا وعدہ کر لیا کہ اتنا مال دوں گا، ولید اپنے شرک پر قائم رہا پھر ولید نے جتنا مال دینے کا وعدہ کیا تھا اس سے کچھ دیا اور کچھ نہ دیا تو اس کی مذمت میں یہ آیات نازل ہوئیں کہ اس نے پیٹھ پھیر دی اور کچھ مال دیا اور کچھ نہ دیا۔ ولید نے سمجھا کہ وہ مال دے کر بچ جائے گا کیا اس کے پاس غیب کا علم آگیا تھا کہ وہ اپنی نجات دیکھ رہا تھا، ایک روایت یہ ہے کہ یہ آیات مبارکہ ابو جہل کے متعلق نازل ہوئیں اس نے کہا تھا کہ محمد (ﷺ) مکارم اچھائی اخلاق حسنہ کا حکم دیتے ہیں اس کے بعض اوصاف بخل کے طور پر چھوڑ دیں اور رُک گیا۔[1]

اُسے اس چیز کی خبر نہ ہوئی جو موسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے صحائف میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے وفا کرنے کا یہ معنی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو ٹھیک ٹھیک بجالائے، نمرود کے سامنے حق بیان کیا توحید کا اعلان کرنے کے بدلہ میں بے خطر نمرود کی آگ میں کود گئے اور بیٹا ذبح کرنے کا جو وعدہ کیا تھا اس سے ذرا بھر پیچھے نہ ہٹے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ابراہیم علیہ السلام سے پہلے ایک شخص کو دوسرے کے گناہ میں پکڑ لیا جاتا تھا کسی کے جرم کے بدلہ میں کسی کو سزا دی جاتی تھی، ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کا یہ حکم پہنچایا کہ کسی کے جرم میں کسی کو قتل نہیں کیا جا سکتا۔ انسان کو اُسی کا عوض ملے گا جو اس نے عمل کیا اور اس کا عمل دیکھا جائے گا اور اُسے پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔[2]

1 احمد بن محمد، (المتوفی 427ھ)، تفسیر ثعلبی، (ص 9/150
2 احمد بن محمد، (المتوفی 427ھ)، تفسیر ثعلبی، (ص 9/150

آخر کار اپنے رب کے پاس پہنچنا ہے، اُسی نے ہنسایا بھی ہے اور رُلایا بھی ہے اسی نے موت بھی دی ہے اور زندگی بھی۔ایک معنی یہ کیا گیا ہے کہ اسی نے کافر کو کفر کے ساتھ موت دی اور مومن کو ایمان کے ساتھ حیات دی۔ایک معنی یہ بھی کیا گیا کہ اس نے اپنے عدل سے مارا اور اپنے فضل سے زندہ کیا، جب نطفہ کو مادہ کے رحم میں ٹپکایا گیا تو اس نے اولادِ آدم سے نر اور مادہ پیدا کیئے۔

وَصلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیۡبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلۡقِہٖ

وَاَنَّ عَلَیۡهِ النَّشۡاَةَ الۡاُخۡرٰی ﴿۴۷﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ
اَغۡنٰی وَاَقۡنٰی ﴿۴۸﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعۡرٰی ﴿۴۹﴾
وَاَنَّهٗۤ اَهۡلَكَ عَادَا الۡاُوۡلٰی ﴿۵۰﴾ وَثَمُوۡدَاۡ فَمَاۤ
اَبۡقٰی ﴿۵۱﴾ وَقَوۡمَ نُوۡحٍ مِّنۡ قَبۡلُ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا
هُمۡ اَظۡلَمَ وَاَطۡغٰی ﴿۵۲﴾ وَالۡمُؤۡتَفِكَةَ اَهۡوٰی
﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰی۔ ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ
تَتَمَارٰی ﴿۵۵﴾ هٰذَا نَذِیۡرٌ مِّنَ النُّذُرِ الۡاُوۡلٰی
﴿۵۶﴾

صدق الله العظیم

اور یہ کہ دوسری زندگی دینا اُسی کے ذمہ ہے (۴۷) اور یہ کہ اُسی نے غنی کیا اور مال دیا (۴۸) اور یہ کہ شعرا (ستارے) کا وہی رب ہے (۴۹) اور یہ کہ اس نے پہلی قوم عاد کو ہلاک کیا (۵۰) اور قوم ثمود میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑا (۵۱) اور ان سے پہلے قوم نوح کو بے شک وہ سخت ظالم اور بہت سرکش تھے (۵۲) اور قوم لوط کی پلٹائی ہوئی بستیوں کو اوپر سے نیچے پھینک دیا (۵۳) تو پتھروں کی بارش نے ان کو ڈھانپ لیا جس نے ڈھانپ لیا (۵۴) (اے مخاطب) تو اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں میں شک کرتا رہے گا (۵۵) یہ (رسول بھی) اگلے (عذاب سے) ڈرانے والوں میں سے ایک ڈرانے والے ہیں (۵۶)

ہر چیز اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے

اس آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا قیامت کے بعد مردہ جسموں میں وہی روح ڈالے گا اور وہی جس کو چاہتا ہے خوشحال کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے مال دیتا ہے۔ سلیمان تیمی کہتے ہیں "اغنٰی" اور "اقنٰی" کا معنی یہ ہے اللہ نے اس کو غنی کر دیا اور مخلوق کو اس کا محتاج بنا دیا یہ معنی بھی کیا گیا ہے اس کو قناعت سے غنی کر دیا اور اسی کو راضی کر دیا، یہ

معنی بھی کیا گیا ہے کہ اس کو صاحب اولاد کر دیا۔ شعریٰ ستارے کا وہی رب ہے یہ ایک ستارہ ہے جس کی زمانہ جاہلیت میں مشرکین عبادت کرتے تھے۔ قبیلہ بنو خزاعہ اس کی عبادت کرتا تھا ان کا سردار ابو کبشہ تھا اس نے ستارے کی عبادت کا طریقہ ایجاد کیا تھا، قریش حضور ﷺ کے متعلق کہا کرتے تھے جس طرح ابو کبشہ نے شعریٰ ستارے کی عبادت کا طریقہ ایجاد کیا ہے اسی طرح محمد ﷺ نے بھی اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کا طریقہ ایجاد کیا ہے۔

قوم عاد کی صفت کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ پہلی عاد ہے کہ وہ ثمود سے پہلے تھی حضرت نوح علیہ السلام کے بعد جس قوم کو سب سے پہلے ہلاک کیا گیا وہ قوم عاد تھی، بعض نے کہا اس سے عاد کی دو قومیں مراد ہیں، پہلی قوم کو آندھی سے برباد کیا گیا اور دوسری قوم کو ایک زبردست چیخ کے عذاب سے ہلاک کیا گیا یہ معنی بھی کیا گیا ہے عاد بن آدم ہے اور عاد ثانیہ عاد کی اولاد سے ہے۔[1]

قوم ثمود حضرت صالح علیہ السلام کی قوم تھے ان کو ایک زبردست چیخ کے ذریعہ ہلاک کیا گیا،[2]

عاد و ثمود سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کیا گیا، نوح علیہ السلام نے ان میں بڑا لمبا عرصہ قیام کیا مگر یہ ایمان نہ لائے لوگوں کی مخالفت کا یہ عالم تھا بچوں کو نوح علیہ السلام کے پاس لے جاتے اور بچوں کو کہتے اس بندے سے بچ کر رہنا یہ جھوٹا ہے۔[3]

ان آیات میں حضور ﷺ کو تسلی دی جارہی ہے اگر کفار مکہ آپ کی تکذیب کر رہے ہیں تو آپ پریشان نہ ہوں ہر دور میں نبیوں کے ساتھ یہی ہوتا رہا۔ لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیوں کو بلندی پر لے جا کر زمین پر اُلٹ کر پھینک دیا گیا تھا پھر ان پر نشان زدہ کنکریاں برسائی گئیں جب قریش شام کا سفر کرتے تو انہیں ان سابقہ اُمتوں پر عذاب کی نشانیاں نظر آتی تھیں، جو شخص اللہ کی نشانیوں کی تکذیب کرتا ہے اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا" تو اللہ کی کون کون سی نعمتوں میں شک کرتا رہے گا" اس آیہ پاک میں ان نشانیوں کو نعمت اس لئے فرمایا گیا کہ اللہ کی توحید پر دلالت کرنے والی نشانیاں ہی لوگوں کیلئے نعمت ہیں۔ اگلی آیہ پاک میں فرمایا گیا یہ پہلے (سابقہ) عذاب سے ڈرانے والوں میں سے ایک ڈرانے والے ہیں۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالىٰ عَلىٰ حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

---

1 النجم، 53:50
2 النجم، 53:51
3 النجم، 53:52

أَزِفَتِ الْأٰزِفَةُ ﴿٥٧﴾ لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ اللَّهِ كَاشِفَةٌ ﴿٥٨﴾ أَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ﴿٥٩﴾ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ﴿٦٠﴾ وَأَنتُمْ سَامِدُونَ ﴿٦١﴾ فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ۩ ﴿٦٢﴾

قریب آنے والی (ساعت) قریب آپہنچی (۵۷) اللہ کے سوا اُسے کوئی دکھانے والا نہیں (۵۸) کیا تم اس کلام پر تعجب کرتے ہو (۵۹) اور تم ہنستے ہو اور روتے نہیں (۶۰) اور تم کھیل کود میں پڑے ہو (۶۱) سو اللہ کیلئے سجدہ کرو اور اس کی عبادت کرو (۶۲)

صدق اللہ العظیم

قیامت کے بارے میں

"اَزفہ" کا معنی ہے قریب آنے والی یعنی قیامت آنے کا وقت قریب آچکا ہے، اللہ کے سوا اُسے اپنے وقت سے پہلے یا پیچھے کوئی نہیں کر سکتا پھر فرمایا تم اس کلام پر تعجب کرتے ہو یہاں کلام سے مراد قرآن حکیم ہے تم ہنستے ہو قرآن مجید کا مذاق اُڑاتے ہو اور اس کی وعید سے ڈر کر روتے نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی تو اصحاب صفہ نے کہا" انا للہ وانا الیہ راجعون" پھر رونے لگے اور آنسو بہنے لگے جب حضور ﷺ نے انہیں روتے دیکھا تو آپ بھی روئے، حضور ﷺ کے رونے کی وجہ سے صحابہ اور زیادہ روئے، حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص خوف خدا سے رویا ہو وہ کبھی دوزخ میں داخل نہیں ہو گا اور جو شخص گناہ پر اصرار کرتا رہا وہ کبھی جنت نہیں جائے گا پھر حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم سے گناہ نہ ہو تو اللہ تمہیں لے جائے گا اور ایسی قوم لے آئے گا جو گناہوں پر استغفار کرے گی اللہ ان کی مغفرت فرمائے گا اور ان پر رحم فرمائے گا بے شک وہ بہت مغفرت فرمانے والا ہے بہت رحم فرمانے والا ہے [1]

اسی عنوان کی ایک اور حدیث پاک اس طرح ملتی ہے اس حدیث کو حضرت ابوذر نے بیان کیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا میں ان چیزوں کو دیکھتا ہوں جن کو تم نہیں دیکھتے اور میں ان چیزوں کو سنتا ہوں جن کو تم نہیں سنتے، آسمان چرچرا رہا ہے آسمان میں چار انگلی کی خالی جگہ نہیں جس میں کوئی فرشتہ سر جھکائے اللہ کی بارگاہ میں سجدہ

---

1 سلیمان بن اشعث (المتوفی 275ھ)، سنن ابوداؤد، باب فی فضل الاقالۃ الرقم 3460 ص 3/274
محمد بن یزید (المتوفی 273ھ)، سنن، ابن ماجہ، باب الاقالۃ الرقم 2199 ص 2/741
ابوبکر احمد بن عمر (المتوفی 292ھ)، مسند البزار، باب مسند ابی حمزۃ انس بن مالک الرقم 9130 ص 10/76

میں نہ پڑا ہوا اگر تم ان چیزوں کو جان لیتے جن کو میں جانتا ہوں تم ہنستے کم اور روتے بہت زیادہ اور تم اپنے گھر والوں سے لذت حاصل نہ کرتے، جنگلوں میں نکل جاتے اور اللہ کو پکارتے۔[1]

تم کھیل کود میں پڑے ہو قرآن مجید سے اعراض کر رہے ہو (الف) حضرت عکرمہ "سامدون" کا معنی فرماتے ہیں کفار جب قرآن مجید کو سنتے تو زور زور سے گانے بجاتے، آخری آیہ پاک میں فرمایا اللہ کیلئے سجدہ کرو اور اس کی عبادت کرو اس آیہ پاک میں سجدہ سے مراد سجدہ تلاوت ہے۔[2]

بخاری شریف میں ہے سورۂ نجم کی اس آیہ پر حضور ﷺ نے سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ سب مسلمانوں اور مشرکوں اور تمام جن وانس نے سجدہ کیا۔[3]

ایک اور حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ کے سامنے سورۂ نجم پڑھی گئی اور آپ نے سجدہ نہیں کیا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہاں سجدہ نہیں ہو سکتا ہے اس وقت آپ باوضو نہ ہوں یا کوئی دوسرا عذر سجدہ کرنے سے مانع ہو۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

---

1 محمد بن عیسیٰ (المتوفی 279ھ)، جامع، ترمذی، باب قول النبی ﷺ الرقم 2312 ص 4/556

2 النجم، 53:61

3 محمد بن اسماعیل (المتوفی 256ھ)، الجامع الصحیح للبخاری، باب سجود المسلمین والمشرکین الرقم 1071 ص 2/41

سورۃ القمر

اس سورۃ پاک کے تین رکوع اور پچپن آیات مبارکہ ہیں یہ سورۃ پاک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

اس سورۃ پاک میں حضور ﷺ کے ایک معجزہ شق القمر کا ذکر فرمایا گیا ہے، " اقتربت الساعة وانشق القمر " قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔ حضور ﷺ کے اس عظیم معجزہ کا ذکر بہت سی احادیث وروایات سے بھی ملتا ہے۔ [1] حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قریش مکہ نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ آپ کوئی معجزہ دکھائیں تو پھر آپ نے انہیں چاند کا پھٹنا دکھایا۔[2]

ترمذی شریف میں حضرت جبیر بن مطعم سے روایت ملتی ہے حضور ﷺ کے زمانہ میں چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے، ایک ٹکڑا پہاڑ کی ایک طرف تھا دوسرا ٹکڑا پہاڑ کی دوسری طرف تھا، یہ دیکھ کر منکرین نے کہا محمد نے جادو کر دیا ہے۔[3]

شق القمر کا یہ واقعہ ہجرت سے پانچ سال پہلے ہوا، یہ چاند کی چودھویں رات واقعہ ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ولید بن مغیرہ، ابوجہل، عاص بن وائل، اور ان کے کئی اور ساتھیوں نے حضور ﷺ سے کہا اگر آپ سچے ہیں تو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائیں، حضور ﷺ نے فرمایا اگر میں نے ایسا کر دیا تو تم ایمان لے آؤ گے، انہوں نے کہا ہاں وہ چاند کی چودھویں رات تھی، حضور ﷺ نے رب قدوس سے دعا کی تو چاند کے اس طرح دو ٹکڑے ہوگئے، ایک ٹکڑا جبل ابو قیس پر تھا تو دوسرا ٹکڑا قیقعان پر تھا اور حضور ﷺ اعلان فرما کر لوگوں کو گواہ بنا رہے تھے۔

قرآن مقدس نے اس معجزہ کا واضح طور پر اعلان کیا ہے، اہل مکہ نے مکہ کے اطراف میں لوگوں کو بھیجا اور انہوں نے آکر خبر دی تھی کہ انہوں نے چاند کو شق ہوتے دیکھا ہے، حضور ﷺ کا یہ معجزہ ایسا عظیم ہے حیران کن ہے کسی اور نبی کو اس قسم کا معجزہ نہیں مل سکا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

---

1 عکرمہ رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے اسلام کے بہت مخالف تھے لیکن ایک پھر بھی ایک سفر جانے لگے تو دل ایسا موم ہوا کہ بلکہ اسلام میں داخل ہوگئے اور آپ نے جام شہادت نوش فرمایا اور آپ نے کئی غزوات میں شرکت بھی کی۔

2 محمد بن اسماعیل (المتوفی 256ھ)، الجامع الصحیح للبخاری، باب سوال المشرکین ان یریھم النبی ﷺ الرقم 3637 ص 4/306
مسلم بن حجاج (المتوفی 261ھ)، الجامع الصحیح للمسلم، باب الدخان الرقم 3802

3 محمد بن عیسیٰ (المتوفی 279ھ)، جامع ترمذی، باب ومن سورۃ القمر الرقم 3289 ص 5/398

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ١ وَاِنْ
يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ٢
وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ
مُّسْتَقِرٌّ ٣ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا
فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ٤ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ
٥ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ
نُّكُرٍ ٦ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ
الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۙ
٧ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ۭ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا
يَوْمٌ عَسِرٌ ٨

صدق اللہ العظیم

قیامت قریب آگئی اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا (۱) اور اگر کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو پیٹھ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں (یہ تو) وہ جادو ہے جو پہلے چلا آرہا ہے (۲) اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشا کی پیروی کی اور ہر کام اپنے وقت پر مقرر ہے (۳) اور بے شک ان کے پاس ایسی خبریں آچکی ہیں جن میں سرزنش ہے (۴) انتہائی حکمت ہے سو انہیں (عذاب سے) ڈرانے نے کوئی فائدہ نہ دیا (۵) تو (اے نبی مکرم) آپ ان سے اعراض کریں جس دن ایک بلانے والا ناگوار چیز کی طرف بلائے گا (۶) وہ خوف سے آنکھیں نیچی کیئے ہوئے قبروں سے نکلیں گے گویا وہ زمین پر پھیلے ہوئے ٹڈی دل ہیں (۷) وہ بلانے والے کی طرف دوڑتے ہوئے ہوں گے (اور) کافر کہیں گے یہ بہت سخت دن ہے (۸)

قیامت کی ہولناکی کا بیان

آیہ مبارکہ میں قیامت کے قریب آنے کا ذکر ہے قیامت جب بھی آئے گی مگر قرآن مقدس نے اُسے قریب آنے کا ذکر فرمایا ہے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے قیامت کے قریب آنے کا ذکر

فرماتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی مثل ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے، آپ نے اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ملا کر فرمایا۔[1]

کفار کی ہٹ دھرمی کا ذکر فرمایا گیا اگر کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو پیٹھ پھیر لیتے ہیں انکار کرتے۔ کفار نے رسول اللہ ﷺ کا یہ معجزہ شق القمر دیکھ لیا تو انکار کر دیا اور کہا یہ ابو کبشہ کے بیٹے کا جادو ہے انہوں نے تکذیب کی اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کی اور ہر کام کرنے والے کے عمل سے اس کا ٹھکانا ہے، کام اچھے ہیں تو جنت ہے کام برے ہیں تو جہنم ہے۔ ارشاد فرمایا گیا کفار مکہ کے پاس ایسی خبریں آچکی ہیں جن پر کفار و مشرکین کی گرفت ہوئی اور وہ تباہ ہوئے، انہوں نے اپنے رسول کی بات نہ مانی انجام کو پہنچ گئے انہیں چاہئے تھا اپنے سے پہلوں کی خبروں سے نصیحت حاصل کرتے اور کفر سے باز آجاتے، فرمایا اس قرآن حکیم میں انتہائی حکمت کی باتیں ہیں انہیں عذاب سے ڈرایا ہے انبیاء کے بھیجنے میں انتہائی حکمت ہے، قیامت کے قرب کی نشانیوں میں حکمت ہے محبوب عذاب سے ڈرانے کا انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا، انہوں نے نصیحت حاصل نہ کی، حضور ﷺ سے فرمایا گیا آپ ان سے اعراض کیجئے۔ جس دن انہیں ایک بلانے والا ناگوار چیز کی طرف بلائے گا اس سے مراد اسرافیل فرشتہ ہے یا وہ فرشتہ ہے جو انہیں قبروں سے محشر کی طرف لیجائے گا فرشتہ اس چیز کی طرف بلائے گا جس کا وہ دنیا میں انکار کرتے تھے۔ وہ حشر کا انکار کرتے تھے دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرتے تھے، قبروں سے نکلنے کی کیفیت کو فرمایا گیا وہ گھبرائے ہوئے ہوں گے، ان پر وحشت طاری ہو گی، انہیں پتہ نہیں چلے گا وہ کدھر جائیں، قبروں سے ایسے نکلیں گے جیسے ٹڈی دل ہوتا ہے، بلانے والے کی طرف دوڑتے ہوں گے اور کفار کہیں گے یہ دن بڑا سخت ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ۝٩ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝١٠ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝١١ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ

ان سے پہلے نوح کی قوم نے تکذیب کی سو انہوں نے ہمارے بندے نوح کو جھٹلایا اور کہا یہ جادو گر ہے اور ان کو جھڑ کا گیا (۹) تو انہوں نے اپنے رب سے دعا کی (اے میرے رب) میں مغلوب ہوں تو میرا بدلہ لے

1 سلیمان بن اشعث (المتوفی 275ھ)، سنن ابو داؤد، باب فضل من عال یتیماً الرقم 5149 ص 338/4

عُیُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ⑫
وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ⑬ تَجْرِیْ
بِاَعْیُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ⑭ وَلَقَدْ
تَّرَكْنٰهَآ اٰیَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ⑮ فَكَیْفَ
كَانَ عَذَابِیْ وَنُذُرِ ⑯

(۱۰) سو ہم نے موسلا دھار بارش سے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے (۱۱) اور ہم نے زمین سے چشمے جاری کر دیئے سو دونوں پانی اس چیز کیلئے جمع ہو گئے جو ان کے عذاب کیلئے مقدر کی گئی تھی (۱۲) اور ہم نے نوح کو تختوں اور میخوں والی کشتی پر سوار کر دیا (۱۳) جو ہماری آنکھوں کے سامنے چل رہی تھی ان کی سزا کیلئے جنہوں نے کفر کیا تھا (۱۴) اور بے شک ہم نے اس کو نشانی بنا کر چھوڑا تو ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا (۱۵) تو کیسا تھا میرا عذاب اور کیسا تھا میرا ڈرانا (۱۶)

نوح علیہ السلام کی قوم کا ذکر

کفار مکہ نے حضور ﷺ کے معجزہ شق القمر کو نہ مانا اور توحید و رسالت کا انکار کیا، رب قدوس نے حضور ﷺ کو اطمینان دلایا محبوب جیسے انہوں نے انکار کیا ہے، قوم نوح نے بھی ایسے ہی انکار کیا تھا اور ہمارے بندے نوح کو جھٹلایا تھا اور جھڑکا تھا اور کہا یہ تو دیوانہ ہے قوم نوح نے توحید و رسالت کے پیغام کا انکار کیا کہ اس قوم کا نظریہ تھا، اس جہاں کی پیدائش ستاروں کا کام ہے اللہ کا نہیں۔ آیہ مبارکہ میں نوح علیہ السلام سے متعلق فرمایا گیا انہوں نے ہمارے بندے نوح کو جھٹلایا اس میں نوح علیہ السلام کی عظمت کا ذکر ہے ورنہ بندے تو سارے ہی اس کے ہیں، قوم کے جھٹلانے سے پریشان ہو کر دعا کی میرے رب میں مغلوب ہوں، میرا بدلہ لے میں نے عرصہ دراز تک تبلیغ کی مگر یہ ایمان نہ لائے اے میرے رب میں بہ تقاضاء بشری ان سے تنگ آگیا ہوں، میرا بدلہ لے آپ کی دعا پر ہم نے آسمانوں سے موسلا دھار بارش کے دروازے کھول دیئے، آسمان کے دروازوں سے مراد بادل بھی لئے گئے ہیں کہ بادل موسلا دھار برسا، زمین سے چشمے جاری کر دیئے سو دونوں پانی اس چیز کیلئے جمع ہو گئے جو ان کے عذاب کیلئے مقدر تھی، اوپر بادلوں سے پانی برس رہا تھا نیچے سے چشمے ابل رہے تھے، نوح علیہ السلام کی حفاظت کیلئے ہم نے انہیں تختوں اور میخوں والی کشتی پر سوار کیا۔

[1]ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس سے مراد کشتی کا اگلا حصہ ہے جس سے طوفان کی موجیں ٹکراتی تھیں اور یہ کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے چل رہی تھی یہ ان کی سزا کیلئے تھی، جنہوں نے کفر کیا کشتی کے متعلق فرمایا وہ ہماری آنکھوں کے سامنے چل رہی تھی، مراد یہ ہے کہ وہ کشتی ہماری حفاظت اور نگرانی میں چل رہی تھی اس طوفان کے ذریعہ اللہ نے ان لوگوں کو سزا دی جو اللہ کی توحید کے منکر تھے اور نوح علیہ السلام کی نبوت کے منکر تھے اس کشتی کو ہم نے نشانی بنا کر چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کشتی کو ایک مدت تک باقی رکھا وہ کشتی جودی نام کے ایک جزیرہ پر ٹھہر گئی پھر اللہ کی توحید پر ایمان لانے والوں کیلئے فرمایا، ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟ کیسا تھا میرا عذاب اور کیسا تھا میرا اڈر؟ چونکہ یہ طوفان پوری دنیا میں مشہور ہو چکا تھا اس شہرت کی بناء پر سبھی سے فرمایا گیا کیسا تھا میرا عذاب اور ڈرانا۔[2]

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۱۸﴾ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۲۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾

اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا (۱۷) عاد نے تکذیب کی تو کیسا تھا میرا عذاب اور کیسا تھا میرا اڈرانا (۱۸) بے شک ہم نے ان پر مسلسل تیز چلنے والی آندھی منحوس دن میں بھیجی (۱۹) جو اُن کو اُٹھا اُٹھا کر زمین پر اس طرح مارتی تھی جیسے وہ جڑ سے کٹے ہوئے کھجور کے تنے ہیں (۲۰) پس کیسا تھا میرا عذاب اور کیسا تھا میرا اڈرانا (۲۱) اور ہم نے نصیحت کے حصول کیلئے قرآن کو آسان کر دیا ہے تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا (۲۲)

قرآن پاک پڑھنے اور یاد کرنے کے لیے آسان کر دیا گیا ہے

1 حضرت عبداللہ بن عباس کنیت ابوالعباس آپ ہجرت سے تین سال قبل شعب ابی طالب کی محصوریت میں پیدا ہوئے آپ 68ھ کو فوت ہوئے۔

2 القمر، 54:12:13

اس آیہ مبارکہ کا ایک معنی یہ ہے کہ ہم نے نصیحت حاصل کرنے کیلئے قرآن کو آسان کر دیا، ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے ہم نے قرآن مجید حفظ کرنے کیلئے آسان بنا دیا ہے، دنیا بھر کے مذاہب کی کوئی کتاب ایسی نہیں جس کا حفظ کرنا ایسا آسان ہو جیسا قرآن پاک کا یاد کرنا آسان بنا دیا گیا ہے، لاکھوں سے زائد حفاظ موجود ہیں۔

چار پانچ سال پہلے کی بات ہے جامعہ فریدیہ ساہیوال کے سالانہ جلسہ تقسیم اسناد میں ایک بچے کی دستار بندی ہوئی جس نے گیارہ ماہ میں قرآن پاک یاد کیا تھا، نہایت خوشی کا سماں تھا، اس تقریب کے چند دن بعد ہی جامعہ کے شعبہ بنات الاسلام میں جلسہ ہوا، مجھے وہاں بلایا گیا میں نے طالبات سے افسوس کیا بیٹیو! آپ محنت نہیں کرتیں، آپ کے ایک بھائی نے صرف گیارہ ماہ میں قرآن پاک حفظ کر لیا ہے آپ کئی کئی سال سے کامیاب نہیں ہو رہیں، ایک بچی کھڑی ہوئی اس نے کہا بابا جی! ہمارے بھائی نے گیارہ ماہ میں حفظ کیا اور آپ کی اس بیٹی نے نو ماہ میں حفظ کیا ہے، میں انتہائی حیران ہوا، پھر میں نے اُس کی اُستاد سے پوچھا یہ سچ کہہ رہی ہے؟ تو اس نے جواب دیا جی ہاں بابا جی یہ سو فیصد سچ کہہ رہی ہے اسکی منزل بھی بڑی پختہ ہے۔

ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ قرآن پاک کو آسان کر دیا گیا ہے کہ اس میں حکمت اور نصیحت سے بہت سے نکات ہیں، یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ قرآن پاک کو سن کر خوف خدا پیدا ہوتا ہے لذت محسوس ہوتی ہے۔ عاد کی تکذیب کا ذکر فرمایا اور اس پر عذاب نازل ہونے کی کیفیت بیان کی گئی، ان پر تند و تیز مسلسل چلنے والی آندھی بھیج دی گئی جو انہیں زمین سے اُٹھا اُٹھا کر پٹخا مارتی تھی اور وہ عذاب پانے والی قوم گویا جڑ سے کٹے ہوئے کھجور کے تنے تھے، ریح صرصر کا معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ سخت ٹھنڈک والی آندھی، یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ وہ آندھی نہایت گرج دار آواز کے ساتھ آئی تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ آندھی ان پر بدھ کے دن آئی تھی اور یہ لوگ بدھ کو منحوس کہتے تھے اور یہ عذاب ان کے مکمل ہلاک ہونے تک جاری رہا اور فرمایا گیا میرا عذاب کیسا تھا اور کیسا تھا میرا ڈر۔ پھر ایک مرتبہ پہلے ارشاد کو دہرایا گیا ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے آسان کر دیا ہے۔ اس آیہ کریمہ مین امام رازی نے ایک نکتہ بیان کیا ہے عذاب واحد کا صیغہ ہے اور نذر (ڈر) جمع ہے، کہ ڈرانے والے انبیاء بہت

سے آئے جس سے پتہ چلتا ہے خدا کے غضب پر خدا کی رحمت کا غلبہ ہے کہ انبیاء کا ذکر جمع کے ساتھ ہے اور عذاب کا ذکر واحد کے ساتھ ۔[1]

وَصَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿٢٣﴾ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا
وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿٢٤﴾
ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ
كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿٢٥﴾ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ
الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿٢٦﴾ اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً
لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿٢٧﴾ وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ
الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿٢٨﴾
فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿٢٩﴾ فَكَيْفَ
كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿٣٠﴾

صدق اللہ العظیم

ثمود نے (عذاب سے) ڈرانے والے رسولوں کی تکذیب کی (۲۳) سوانہوں نے کہا کیا ہم اپنی جنس میں سے ایک بشر کی پیروی کریں پھر تو ہم بے شک گمراہی اور دیوانگی میں ہوں گے (۲۴) کیا ہم میں سے صرف انہیں پر وحی نازل کی گئی بلکہ وہ بہت بڑے جھوٹے متکبر ہیں (۲۵) عنقریب انہیں کل معلوم ہو جائے گا کون بڑا جھوٹا متکبر ہے (۲۶) ہم ان کی آزمائش کیلئے ایک اونٹنی بھیجنے والے ہیں آپ ان کے انجام کا انتظار کریں اور صبر سے کام لیں (۲۷) انہیں بتا دیجئے ان کے اور اونٹنی کے درمیان پانی تقسیم کیا ہوا ہے ہر ایک اپنے پانی کی باری پر حاضر ہو گا (۲۸) سوانہوں نے اپنے صاحب کو پکارا تو اس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں (۲۹) پس کیسا تھا میرا عذاب اور کیسا تھا میرا ڈرانا (۳۰)

صالح علیہ السلام کی قوم کا ذکر

ثمود حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ہے اس قوم نے اپنے نبی کی تکذیب کی اور آیات ربانی کو جھٹلایا اور کہا کیا ہم اپنی ہی جنس میں ایک بشر کی پیروی کریں اور اپنی جماعت کے طریقہ کو چھوڑ دیں اگر ایسا ہو تو یہ تو پرلے

---

1 حم السجدہ، 41:16

درجہ کی گمراہی ہو گی اور جنون ہو گا پھر ثمود نے کہا پھر ہم میں سے صرف اس پر وحی کی گئی ہے حالانکہ اس قوم میں صالح سے زیادہ اچھے لوگ موجود ہیں۔

توہین کا دوسرا پہلو تھا کہ قوم نے حضرت صالحؑ کو متکبر وسرکش کہا ان کا مقصد یہ تھا کہ صالح دعویٰ رسالت میں سچے نہیں وہ دعوی کر کے بلا وجہ ہمیں مرعوب کر رہے ہیں۔ قرآن مقدس نے ان کا جواب دیا عنقریب تمہیں پتہ چل جائے گا کہ کون جھوٹا ہے اور کون متکبر ہے۔ یہ معنی بھی کیا گیا ہے جب دنیا میں انہیں عذاب دیا جائے گا تو انہیں پتہ چل جائے گا سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے، ہم ایک اونٹنی بھیجنے والے ہیں اے صالح! آپ انتظار کریں صالح علیہ السلام سے فرمایا گیا آپ انہیں بتا دیجئے کہ ان کے اور اونٹنی کے درمیان پانی تقسیم کیا ہوا ہے، ہر ایک اپنی باری پر حاضر ہو گا ثمود کی طرف سے صالح علیہ السلام سے یہ مطالبہ کیا گیا اگر آپ چٹان سے زندہ اونٹنی نکال دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے، حضرت صالح علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی اور چٹان سے اونٹنی نکال دی یہ ایک ان کیلئے آزمائش تھی کہ وہ قوم معجزہ دیکھ کر بھی ایمان لاتی ہے یا نہیں؟ قوم اور اونٹنی کے درمیان پانی کی تقسیم کا فیصلہ کر دیا گیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جس دن ثمود پانی پیتے تھے اس دن اونٹنی بالکل نہیں پیتی تھی اور ان کو اپنا دودھ پلاتی تھی اور جس دن اونٹنی کی باری آتی وہ سارا پانی پی جاتی تھی۔[1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم غزوۂ تبوک میں مقام حجر میں پہنچے تو حضور ﷺ نے فرمایا لوگو! معجزات کا سوال نہ کیا کرو، صالح علیہ السلام کی قوم نے اپنے نبی سے یہ سوال کیا کہ اونٹنی پہاڑ سے نکلے تو نبی مان لیں گے چنانچہ صالح علیہ السلام کی دعا سے اونٹنی ظاہر ہو گئی مگر پھر بھی قوم نے رسول کی نافرمانی کی اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں تو انہیں ایک ہولناک چیخ نے پکڑ لیا اور آسمان کے نیچے ان میں سے کوئی شخص نہ بچا۔ اونٹنی کی کونچیں کاٹنے کے سلسلہ میں اس طرح روایت ہے ایک شخص اونٹنی کے راستہ میں چھپ کر بیٹھ گیا جب وہ آئی تو اس نے اس کی ٹانگیں کاٹ دیں اور اونٹنی کو ذبح کر دیا اس اونٹنی کا بچہ پہاڑ کی طرف بھاگ گیا جب حضرت صالح

---

1 القمر، 54:28

علیہ السلام نے یہ دیکھا کہ اونٹنی کو ذبح کر دیا گیا ہے تو آپ روئے اور فرمایا تم نے خدا کی حدوں کو توڑ دیا ہے تو ان پر عذاب نازل ہوا۔[1]

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا
كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿٣١﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ
لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿٣٢﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۭ
بِالنُّذُرِ ﴿٣٣﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ
لُوْطٍ ؕ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿٣٤﴾ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ؕ
كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ﴿٣٥﴾ وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ
بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ
عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا
عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ
مُّسْتَقِرٌّ ﴿٣٨﴾ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ
يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿٤٠﴾

صدق اللہ العظیم

ہم نے ان پر ایک ہولناک آواز بھیجی تو وہ روندی ہوئی گھاس کی طرح چورہ چورہ ہو گئے (۳۱) اور بے شک ہم نے نصیحت حاصل کرنے والے کیلئے قرآن کو آسان کر دیا ہے کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا (۳۲) لوط کی قوم نے عذاب سے ڈرانے والے رسولوں کی تکذیب کی (۳۳) ہم نے ان پر پتھر برسائے ماسوائے آلِ لوط کے ہم نے ان کو سحری کے وقت بچا لیا (۳۴) یہ ہماری طرف سے احسان تھا اور ہم شکر کرنے والوں کو ایسے ہی اجر دیتے ہیں (۳۵) اور بے شک لوط نے انہیں ہماری گرفت سے ڈرایا تھا انہوں نے اس میں شک کیا (۳۶) اور بے شک انہوں نے لوط سے ان کے مہمانوں کو طلب کیا تو ہم نے ان کی آنکھیں اندھی کر دیں تو میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ چکھو (۳۷) اور بے شک ان کو طے شدہ عذاب نے صبح ہی برباد کر دیا (۳۸) تو میرے عذاب اور میرے ڈر کا مزہ چکھو (۳۹) اور بے شک ہم نے

1 محمد بن حبان (المتوفی 354ھ)، الصحیح ابن حبان، باب ذکر السبب الذی من اجلہ استحق قوم صالح الرقم 6197 ص 14/77

حصول نصیحت کیلئے قرآن کو آسان کر دیا تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا (۴۰)

لوط علیہ السلام کی قوم کا ذکر

سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم نے عذاب سے ڈرانے والے رسولوں کو جھٹلایا جس طرح دوسری قوموں نے اپنے اپنے رسولوں کی تکذیب کی ، اسی طرح لوط علیہ السلام کی قوم نے اپنے نبی سیدنا لوط علیہ السلام کی تکذیب کی پھر ہم نے ان پر پتھر برسائے سوائے آل لوط کے کہ ہم نے انہیں سحری کے وقت بچالیا، آلِ لوط سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضرت لوط کے دین پر تھے اور وہ صرف ان کی دو بیٹیاں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے سحری کے وقت انہیں بچالیا تھا اور وہ حضرت لوط علیہ السلام کے ساتھ عذاب آنے سے پہلے اس بستی سے نکل گئی تھیں۔ سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم کے مجرموں کو عذاب دینا اللہ کا عدل تھا، ان کو اور ان کی بیٹیوں کو بچانا اللہ کا فضل تھا۔ لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس عذاب سے ڈرایا تھا جو آخر کار ان پر آکر رہا اور اللہ کے رسول کی وعید سچی ہو گئی ، فرشتے حسین لڑکوں کی شکل میں لوط علیہ السلام کے پاس مہمان بن کر آئے تھے ، بدمعاش لوگوں نے لوط علیہ السلام سے کہا ان کو ہمارے سپرد کرو اور وہ دروازہ توڑ کر لوط علیہ السلام کے گھر میں گھس گئے ، حضرت جبریل علیہ السلام نے ان کو اپنا پَر مارا جس سے وہ سارے کے سارے اندھے ہو گئے ، آنکھیں معلوم ہوتی تھیں مگر وہ کچھ دیکھ نہ سکتے تھے اللہ نے انہیں وہ عذاب چکھایا جس کی خبر حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں دی تھی وہ عذاب ان پر مسلسل جاری رہا ان کی بستی کے نچلے حصہ کو اوپر اور اوپر والے حصہ کو نیچے کر دیا انہیں فرمایا گیا اب تم میرے عذاب اور میرے ڈر کا مزہ چکھو اور ہم نے نصیحت حاصل کرنے کیلئے قرآن کو آسان کر دیا گیا، پس کوئی ہے یاد کرنے والا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ

اور بے شک آل فرعون کے پاس (عذاب) سے ڈرانے والے رسول آئے (۴۱) انہوں نے ہماری تمام نشانیوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو غالب بے حد قدرت والے کی شان سے پکڑ لیا (۴۲) (اے کفار

مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ
﴿۴۵﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ
وَأَمَرُّ ﴿۴۶﴾ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿۴۷﴾
يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ
ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ
بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾

مکہ) کیا تمہارے کافر ان لوگوں سے بہتر ہیں یا تمہارے پاس آسمانی کتاب میں نجات لکھی ہوئی ہے (۴۳) یا یہ لوگ کہتے ہیں ہماری جماعت غالب رہے گی (۴۴) عنقریب ان کی جماعت شکست کھائے گی اور یہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے (۴۵) ان کی وعید قیامت ہے اور قیامت بڑی مصیبت اور تلخ ہے (۴۶) بے شک مجرمین گمراہی اور عذاب میں ہیں (۴۷) جس دن ان کو دوزخ میں اوندھا گھسیٹا جائے گا (اور کہا جائے گا) دوزخ کا عذاب چکھو (۴۸) بے شک ہم نے ہر چیز اندازہ سے بنائی ہے (۴۹)

موسیٰ وھارون علیہما السلام کا ذکر

آل فرعون کے پاس ڈر سنانے والوں کو بھیجنے کا ذکر فرمایا گیا وہ موسیٰ وہارون علیہا السلام تھے جو ان کے پاس آئے اور آل فرعون کو عذاب خداوندی سے ڈرایا ان لوگوں نے موسیٰ وہارون علیہا السلام کے حکموں کی نافرمانی کی اللہ کی توحید اور ان کی رسالت کا انکار کیا، ان کے معجزات کو نہ مانا تو ان پر عذاب مسلط کر دیا گیا۔

عذاب کی ایک صورت یہ تھی ان پر خشک سالی اور قحط کو بھیجا گیا، یہ بھی عذاب تھا ان کے مال برباد کر دیئے گئے طوفان کا آنا بھی ان پر عذاب تھا۔ ان پر ٹڈیوں کا آنا بھی عذاب تھا ان پر خون، مینڈک اور جوئیں مسلط ہوئیں یہ بھی عذاب تھا، کفار مکہ سے کہا گیا کیا تمہارے کافر ان سے بہتر ہیں یا تمہارے پاس کسی آسمانی کتاب میں نجات لکھی ہوئی ہے، ان لوگوں کو قیامت سے ڈرایا گیا کہ وہ بہت سخت ہے، ان کا یہ کہنا کہ وہ غالب ہوں گے غلط ہے یہ لوگ مار کھائیں گے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیات نازل ہوئیں تو میں جانتا تھا کونسی جماعت مار کھائے گی، فرماتے ہیں پھر میں نے دیکھا جنگ بدر کے دن حضور ﷺ زرہ پہنے ہوئے دعا فرما رہے ہیں۔[1]

1 ابوبکر عبد الرزاق بن همام بن نافع، مصنف عبد الرزاق، باب الرجل یکون له الرقم 3096 ص 2/209

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنگ بدر کے دن حضور ﷺ نے مشرکین کو دیکھا تو وہ ایک ہزار تھے اور اپنے صحابہ کو دیکھا تو تین سو انیس تھے، تب حضور ﷺ نے قبلہ کی طرف منہ کر کے ہاتھ بلند کر کے یہ دعا کی،[1]

" اے اللہ تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے اس کو پورا فرما اور تو نے جو مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ عطا فرما، اے اللہ اگر تو نے مسلمانوں کی اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو روئے زمین پر تیری عبادت نہیں کی جائے گی، آپ مسلسل یہ دعا کرتے رہے حتی کہ آپ کی چادر آپ کے کندھے سے گر گئی، تب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی چادر درست کی اور آپ سے لپٹ گئے اور کہا آپ نے کافی دعا کر لی ہے اللہ اپنا وعدہ پورا فرمائے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مشرکین قریش رسول اللہ ﷺ کے پاس تقدیر کے متعلق بحث کرتے ہوئے آئے[2] اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں، مجرم گمراہی اور عذاب میں ہیں انہیں دوزخ میں اوندھا گھسیٹا جائے گا اور کہا جائے گا عذاب چکھو، آیہ مبارکہ میں "قدر" سے مراد تقدیر ہے۔

وَصلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ۝٥٠ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝٥١ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ۝٥٢ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝٥٣ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ۝٥٤ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝٥٥

صدق اللہ العظیم

اور ہمارا کام تو ایک لحظہ کا ہے جیسے آنکھ جھپکنا (۵۰) اور ہم تم جیسی بہت سی جماعتوں کو ہلاک کر چکے ہیں ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا (۵۱) اور انہوں نے جو کچھ کیا ہے وہ سارا صحائف میں لکھا ہوا ہے (۵۲) اور ہر چھوٹا بڑا کام لکھا ہوا ہے (۵۳) بے شک متقین جنتوں میں اور دریاؤں میں ہوں گے (۵۴) سچی عزت کے مقام میں بہت قادر بادشاہ کے پاس (۵۵)

1 مسلم بن حجاج (المتوفی 261ھ)، الجامع الصحیح للمسلم، باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر الرقم 1763 ص 3/1383

2 مسلم بن حجاج (المتوفی 261ھ)، الجامع الصحیح للمسلم، باب کل شی بقدر الرقم 2665 ص 4/2046

محمد بن عیسیٰ (المتوفی 279ھ)، جامع ترمذی، باب سورۃ القمر الرقم 3290 ص 5/398

محمد بن یزید (المتوفی 273ھ)، سنن ابن ماجہ، باب فی القدر الرقم 83 ص 1/32

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ذکر

اس آیہ مبارکہ میں رب قدوس جل مجدہٗ اپنی قدرت کاملہ کا ذکر فرماتا ہے کہ جس کام کا میں فیصلہ کر لیتا ہوں وہ آنکھ جھپکنے کی مثل بہت جلد ہو جاتا ہے اس ارشاد میں اہل مکہ کو ڈرایا گیا ہے کہ پچھلی اُمتوں میں جو لوگ تمہاری طرح کافر تھے ہم انہیں اس سے پہلے ہلاک کر چکے ہیں تم بھی ان کے حال سے عبرت حاصل کرو اور کفر و شرک سے باز آجاؤ فرمایا انہوں نے جو کچھ کیا ہے سب کچھ صحائف میں لکھا ہوا ہے۔ پہلی اُمتوں کا ہر اچھا برا کام لوح محفوظ میں درج ہے یا ان کے اعمال ناموں میں درج ہیں۔ اس آیہ مبارکہ میں مسئلہ تقدیر پر دلیل ہے کہ لوح محفوظ میں تمام کام پہلے سے لکھے ہوئے تھے جو کچھ انہوں نے بعد میں کیا وہ پہلے سے لکھا ہوا ہے۔ فرمایا ہر چھوٹا بڑا کام لکھا ہوا ہے وہ عمل گناہ کبیرہ ہو یا صغیرہ ہو۔

آیہ مبارکہ کے آخری حصہ میں فرمایا گیا پرہیزگاروں کیلئے جنتیں اور دریا ہیں اس سے پہلے کفار کے عذاب کا ذکر تھا کہ انہیں چہروں کے بل دوزخ میں ڈالا جائے گا گھسیٹا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ دوزخ کا مزہ چکھو۔ اس آیہ مبارکہ میں متقین کے آرام، سکون اور انعامات کا ذکر ہے کہ متقین کو عزت کے مقام پر بہت قادر بادشاہ کے پاس رکھا جائے گا وہ ایسی پاکیزہ محفل ہو گی نہ وہاں کوئی لغو بات ہو گی نہ گناہ کی بات ہو گی، ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ وہ صدق کی جگہ ہو گی وہاں اہل صدق ہی ہوں گے۔ عبد اللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنتی برادر زا اپنے رب قدوس کے حضور قرآن پڑھیں گے اور ہر انسان اپنے اعمال کے اعتبار سے مختلف مجالس میں بیٹھا ہو گا۔[1]

خالد بن معدان فرماتے ہیں کہ فرشتے قیامت کے دن مومنوں کے پاس آکر کہیں گے اے اولیاء اللہ چلو، وہ کہیں گے کہاں چلیں فرشتے کہیں گے جنت کی طرف، مومن کہیں گے تم ہمیں ہمارے مطلوب کے غیر کی طرف لے جا رہے ہو، فرشتے پوچھیں گے تمہارا مطلوب کہاں ہے مومن کہیں گے وہ سچی عزت کا مقام ہے، بہت قادر بادشاہ کے پاس ہے۔[2]

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

---

1 محمد بن احمد، (المتوفی 671ھ)، تفسیر قرطبی، ص 55/54

2 محمد بن احمد، (المتوفی 671ھ)، تفسیر قرطبی، ص 55/54

سورۃ الرحمان

یہ سورۃ پاک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی بعض مفسرین نے اسے مدنی کہا ہے مگر واضح اور کھلے دلائل اس کے مکی ہونے کے ملتے ہیں، مقام نخلہ پر جب جنات کا ایک گروہ حضور ﷺ کے پاس سے گزرا تو اس وقت آپ یہی سورۃ مبارک تلاوت فرمارہے تھے اور یہ واقعہ حضور ﷺ کی مکی زندگی کا ہے حضرت عروہ بن زبیر کی اس روایت سے بھی تائید ہوتی ہے کہ یہ سورۃ پاک مکی ہے۔[1] عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ سورۃ پاک مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہو کر پڑھی اور قریش نے آپ پر سختی کی حتی کہ آپ زخمی ہوگئے، یہ واقعہ بھی بتاتا ہے یہ سورۃ پاک مکی ہے۔[2]

اس سورۃ پاک کے مکی ہونے کی یہ بھی ایک دلیل ہے حضرت ابن مسعود نے سب سے پہلے اونچی آواز میں جو قرآن سنایا وہ مکہ مکرمہ میں تھا اور یہی سورت تھی۔[3]

ایک حدیث شریف میں اس سورۃ پاک کی فضیلت کا اس طرح ذکر ہے، حضرت جابرؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ صحابہ کے پاس گئے اور ان کے سامنے شروع سے آخر تک یہ سورۃ پاک پڑھی۔[4]

---

1 الرحمن، 2/55:1
سلیمان بن احمد، (المتوفی 360ھ)، تفسیر معجم الکبیر للطبرانی، ص 24/76

2 سلیمان بن احمد، (المتوفی 360ھ)، تفسیر معجم الکبیر للطبرانی، ص 24/87

3 سلیمان بن احمد، (المتوفی 360ھ)، تفسیر معجم الکبیر للطبرانی، ص 24/76
الرحمن، 55:2

4 محمد بن عیسیٰ (المتوفی 279ھ)، جامع ترمذی، باب سورۃ الرحمن الرقم 3291 ص 5/399

آپ نے فرمایا میں نے یہ سورہ جنات پر پڑھی انہوں نے تم سے اچھا جواب دیا جب بھی میں نے پڑھا "فبای الآء ربکما تکذبن"[1]

تو جنات نے کہا اے اللہ ہم تیری نعمتوں سے کسی چیز کو نہیں جھٹلائیں گے، تیرے لئے حمد ہے [2]

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سورۃ الرحمٰن قرآن پاک کی دلہن ہے۔[3]

عبداللہ ابن عباس، عبداللہ بن زہیر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں یہ سورۂ پاک مکہ میں نازل ہوئی اس سورۂ پاک میں توحید و رسالت اور اس کی قدرت پر دلائل فرمائے گئے ہیں، وحی الٰہی اور قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر ہے، سمندر سے موتی اور مرجان نکالنے کا ذکر ہے، میٹھے اور کھاری سمندر پیدا کرنے کا ذکر ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

اَلرَّحْمٰنُ ۝١ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝٢ خَلَقَ الْاِنْسَانَ
۝٣ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝٤ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ
بِحُسْبَانٍ ۝٥ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ
۝٦ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝٧ اَلَّا
تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝٨ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ
بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ
۝٩ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۝١٠ فِيْهَا فَاكِهَةٌ

رحمان نے (اپنے حبیب کو) قرآن سکھایا (۱۔۲) انسان کو پیدا فرمایا (۳) اُسے بیان سکھایا (۴) سورج اور چاند حساب کے پابند ہیں (۵) اور ستارے درخت (اُسی کو) سجدہ کرتے ہیں (۶) اور آسمان اسی نے بلند کیا اور میزان قائم کی (۷) تا کہ تم تولنے میں زیادتی نہ کرو (۸) اور وزن کو انصاف کے ساتھ ٹھیک رکھو اور تول کم نہ کرو (۹) اور اسی نے مخلوق کیلئے زمین کو پیدا کیا ہے (۱۰) اس میں طرح طرح کے پھل ہیں اور پردہ والی کھجوریں

1 سورۃ الرحمن، 55:18

2 حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ چچازاد بھائی اور آپ کے داناد تھے نابلغ بچوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے اور غزوات یں شریک ہونے والے حیدر کرار کے نام سے مشہور ہونے والے آپ اسلام کے چوتھے خلیفہ تھے آپ نے 661ھ میں انتقال فرمایا

3 احمد بن حسین، (المتوفی 458ھ)، شعب الایمان، باب سور منہا بالذکر الرقم 2265 ص 4/116

وَّالنَّخۡلُ ذَاتُ الۡاَکۡمَامِ ۞ وَالۡحَبُّ ذُو الۡعَصۡفِ وَالرَّیۡحَانُ ۞ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۞ (۱۱) اور اناج بھی بھوسہ والا اور خوشبو دار پھول (۱۲) (تو اے جنوں اور انسانوں) تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے (۱۳)

انعامات الٰہیہ کا ذکر

اس آیہ مبارکہ میں انعامات الٰہیہ کا ذکر فرمایا جارہا ہے ان انعامات کا آغاز "الرحمان" سے فرمایا گیا کہ اس کے بے شمار انعامات پھیلے ہوئے ہیں کہ وہ بے حد رحمت فرمانے والا ہے اس کے کرم سے جن انسان سبھی کے سبھی فائدہ اُٹھارہے ہیں کوئی اُسے مانتا ہے یا نہیں اس کا کرم اس پر بھی ہے ، اس صفت الرحمان کا اطلاق کسی اور پر جائز نہیں۔ پھر فرمایا وہ رحمان جس نے قرآن کی تعلیم دی، تعلیم کسے دی؟ اپنے محبوب پاک ﷺ کو اور آپ نے اپنی تعلیم اپنی اُمت کو دی یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ " رحمان " نے جبریل علیہ السلام کو تعلیم دی پہلا معنی ہی زیادہ واضح ہے کہ رحمان نے حضور ﷺ کو تعلیم دی اور آپ نے یہی تعلیم اپنی اُمت کو دی۔ پھر فرمایا رحمان نے انسان کو پیدا فرمایا اور اُسے ہر شئی کے بیان کی تعلیم دی۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور انہیں ہر چیز کے ناموں کی تعلیم دی۔[1]

ایک معنی یہ بھی ہے کہ یہاں انسان سے مراد حضور ﷺ کی ذات ہے اور انہیں ہر شئی کی تعلیم دی، ماکان و مایکون قیامت تک کیلئے ہر شئی کا علم ہر خیر، ہر شر، ہر حلال، ہر حرام ہر پاکیزگی ہر بلندی ہر جائز ہر ناجائز کا علم بخشا۔ یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ اس سے مراد عام انسان ہے کہ اُسے پیدا فرما کر اپنی ساری مخلوق پر برتری بخشی۔

پھر ایک اور انعام اور کمال کا ذکر فرمایا کہ چاند اور سورج اپنے حساب میں چل رہے ہیں یہ چاند اور سورج اپنی منزلوں میں باقاعدگی سے چل رہے ہیں آگے پیچھے کا تصور نہیں یہ چاند سورج کا چلنا ہی بتاتا ہے کہ کس کی عمر کتنی ہے، کوئی کیسے رہ رہا ہے پھر اپنی قدرت کاملہ کا ذکر اس طرح فرمایا کہ روئے زمین پر پھیلی ہوئی بیلیں اور درخت اُسی کو سجدہ کر رہے ہیں۔ نجم سے مراد ستارے ہی لئے گئے ہیں کہ ان کا غروب ہونا طلوع ہونا رب کو سجدہ ہے، درخت کے سجدہ سے مراد اس کے پھلوں کا جھکنا ہے یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ تمام چیزیں اُسی کے تابع ہیں لوگوں

1 محمد ثناء اللہ، (المتوفی 1225)، تفسیر مظہری، ص 9/145

کو چاہئے اسی کی عبادت کریں کفار و مشرکین کی طرح درختوں، ستاروں کو پوجنا شروع نہ کردیں۔

ایک اور صفت کا ذکر اس طرح فرمایا کہ اس نے آسمان کو بلند کیا اور عدل کی ترازو بنائی کہ پوری کائنات کا نظام عدل سے وابستہ ہے، عدل کا معنی مساوات ہی ہے، برابری اور یہی عدل حسن ہے خوبصورتی ہے اور یہ صورت پوری کائنات پر محیط نظر آتی ہے، ارشاد ہوتا ہے " ماتریٰ فی خلق الرحمان من تفاوت " [1]
کیا تو مخلوق میں کسی طرح کا عدم توازن دیکھتا ہے " فارجع البصر " پھر دیکھ کسی قسم کا فتور نہیں ہوگا، عدل توازن نہ ہو تو بدصورتی ہے دونوں ہاتھ برابر ہوں تو حسن ہے چھوٹے بڑے ہوں تو نقص ہے ایسے ہی آنکھیں اور پاؤں کی مثال ہے۔ [2]

ترازو بنانے میں یہ حکمت ہے کہ تم تولنے میں بے انصافی نہ کرو، دوسری آیہ پاک میں واضح طور پر یہ حکم ملتا ہے " ولا تنقصوا المکیال والمیزان " ناپ تول میں کمی نہ کرو جیسے ہر آدمی چاہتا ہے اس کے ساتھ انصاف ہو ایسے ہی اسے بھی چاہئے کہ لوگوں سے انصاف کرے۔ [3]

ایک اور کرم کا ذکر اس طرح فرمایا گیا کہ لوگوں کیلئے زمین کو نیچے بنایا اس میں پھل ہیں غلہ ہے کھجور ہے خوشبودار پھول ہیں، بھوسے والا غلہ ہے، اے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے

وَصلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾
وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾ فَبِاَيِّ
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ
وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾
بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ

اس نے انسان کو ٹھیکری کی طرح بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا (۱۴) اور جنوں کو آگ کے شعلے سے پیدا فرمایا (۱۵) اے جن وانس! تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے (۱۶) وہی مشرقین کا رب ہے وہی مغربین کا رب ہے (۱۷) سو تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے (۱۸) میٹھا اور کھاری دو سمندر جاری کئے جو ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں (۱۹) ان دونوں کے درمیان ایک

1 محمد ثناء اللہ، (المتوفی 1225)، تفسیر مظہری، ص 9/145
2 الملک، 67:3
3 الملک، 67:3

وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾
وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِی الْبَحْرِ کَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾

آڑ ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے (۲۰) سو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے (۲۱) ان سمندروں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں (۲۲) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے (۲۳) اور سمندر میں پہاڑوں کی مانند چلنے والی کشتیاں اسی کی ملکیت ہیں (۲۴) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے (۲۵)

حضرت انسان کی تخلیق کا ذکر

اس سے پہلے رب قدوس جل مجدہٗ نے زمین وآسمان اور ان کے درمیانی چیزوں کی تخلیق کا ذکر فرمایا ہے ،اب اس آیہ پاک میں حضرت انسان کی پیدائش کا ذکر ہے تمام مفسرین نے اس جگہ انسان سے مراد سیدنا آدم علیہ السلام کی ذات والا صفات مراد لی ہے کہ "انسان" کو بجتی ہوئی سوکھی مٹی سے پیدا فرمایا "جان" سے مراد ابلیس ہے کہ وہ جنوں کا باپ ہے جیسے آدم علیہ السلام انسانوں کے باپ ہیں ابلیس کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا تم دونوں رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ،انسانوں پر ہر ایک اور عظیم نعمت کا ذکر اس طرح فرمایا کہ وہی مشرقین کا رب ہے مغربین کا رب ہے۔ دو مشرقوں اور دو مغربوں کا ذکر اس طرح ہے کہ سورج ہر روز نئی جگہ سے طلوع ہوتا ہے اور نئی جگہ ہی غروب ہوتا ہے ، سردیوں ، گرمیوں میں اس کے طلوع و غروب ہونے کی جگہیں مختلف ہوتی ہیں۔ انسانوں اور جنات پر مشرقوں اور مغربوں میں طلوع و غروب کی حالت نعمت ہے اگر گرمیوں سردیوں کا ایک ہی مشرق و مغرب ہوتا تو لوگ اُکتا جاتے اور سارا سال ایک ہی موسم رہتا کاشتکاری صحیح نہ ہوتی فصلیں اچھی نہ پکتیں پھر فرمایا تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے۔

پھر ایک اور نعمت کا ذکر فرمایا گیا کھاری اور میٹھے دو سمندر جاری کئے جو ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں پھر بھی ان کے درمیان ایک آڑ ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے ،ان دو سمندروں سے مراد ایک سمندر بحیرہ روم ہے اور دوسرا سمندر بحیرہ فارس ہے۔ یہ دونوں سمندر مخلوق کے فائدہ کیلئے جاری کئے گئے۔

اے جنو !انسانو! تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ، پھر مزید ایک نعمت کا ذکر فرمایا کہ ان سمندروں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں، ان سمندروں سے موتی مونگے ایسے ہی نکلتے ہیں جیسے زمین سے اناج کو نکالتا ہے، تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے یہ موتی مونگے انسانوں کی بہتری کیلئے نکالتا ہے۔ایک اور بڑی نعمت کا ذکر فرمایا گیا کہ سمندر میں پہاڑوں کی مانند اونچی چلنے والی کشتیاں اسی کی ملکیت ہیں ، اللہ تعالیٰ نے انسانوں کیلئے جہاز اور کشتیاں پیدا کیں جو بڑا بھاری وزن اُٹھا کر سمندر پار کرتی ہیں ان کے ذریعہ انسانوں کا سفر ایک بڑی نعمت ہے اس کی قدرت کا کمال ہے کہ معمولی سا وزن پانی میں ڈوب جاتا ہے مگر یہ کشتیاں جہاز ہزاروں من وزن لے کر سفر کرتے ہیں، پھر فرمایا تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ
ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٨﴾ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ؕ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿٢٩﴾ فَبِاَيِّ
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٠﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ
الثَّقَلٰنِ ﴿٣١﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٢﴾
يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ
تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿٣٣﴾
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٤﴾

صدق الله العظيم

جو بھی زمین پر ہے وہ فنا ہونے والا ہے (٢٦) اور آپ کے
رب کی ذات باقی ہے جو عظمت وبڑائی والا ہے (٢٧) تم
دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے
(٢٨) اس سے سوال کرتے ہیں جو بھی آسمانوں اور
زمینوں میں ہیں وہ ہر آن نئی شان میں ہے (٢٩) تم اپنے
رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (٣٠) اے
انسانو! جنو! ہم جلد تمہاری طرف متوجہ ہوں گے (٣١)
تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے
(٣٢) اے جنوں اور انسانوں کے گروہو ! اگر تم یہ
طاقت رکھتے ہو کہ زمینوں آسمانوں کے کناروں سے نکل
جاؤ تو نکل جاؤ تم جہاں بھی جاؤ گے اسی کی حکومت ہے اسی
کا قبضہ ہے (٣٣) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی
نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (٣٤)

مزید انعامات الٰہیہ

اس آیہ مبارکہ میں بھی ایک نعمت کا ذکر ہے کہ پوری کائنات فنا ہو گی صرف جن اور انسان ہی نہیں، یہ بھی نعمت ہے کہ مسلمانوں کو فنا کے بعد جنت الفردوس کے مقام سے نوازا جائے گا یہ بڑی نعمت ہے اس فنا کے بعد صرف اللہ ہی باقی ہے جو بندوں پر رحم فرماتا ہے ان کی مدد کرتا ہے، اب فرمایا تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کا انکار کرو گے، فرمایا اللہ ہی سے زمین وآسمان والے سوال کرتے ہیں آسمانوں والے اللہ سے رحمت کا سوال کرتے ہیں زمین والے اللہ سے رزق مانگتے ہیں وہ اللہ ہر روز ایک نئی شان میں ہے وہ بندوں کے گناہ معاف کرتا ہے، دُکھ دور کرتا ہے کسی کو سر بلند کرتا ہے کسی کو سر نگوں کرتا ہے۔

اس آیہ کا یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ اللہ عزت دیتا ہے مارتا ہے زندہ کرتا ہے کسی کو ذلت دیتا ہے کسی کو رزق دیتا ہے کسی سے رزق کم کرلیتا ہے، قیامت کے دن اس کی شان جزا دینا ہے اور حساب لینا ہے اور فرمایا تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، جنوں اور انسانوں کے گروہوں سے فرمایا گیا اگر تم زمین وآسمان سے نکل جانے کی طاقت رکھتے ہو تو نکل جاؤ جہاں بھی جاؤ گے اُسی رب قدوس کی سلطنت ہے تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ

(جھٹلانے والو) تم پر قیامت کے دن آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑا جائے گا پھر تم اُسے دور نہ کر سکو گے (۳۵) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۳۶) جب آسمان پھٹ جائے گا تو وہ سرخ چمڑے کی طرح سرخ ہو جائے گا (۳۷) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۳۸) پس اس روز کسی انسان اور کسی جن سے اس کے گناہ کی بابت پوچھا نہیں جائے گا (۳۹) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۴۰) (اس دن) مجرم

فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ فَبِاَيِّ
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ
يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا
وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾

اپنی پیشانیوں سے پہچانے جائیں گے اور ان کو ان کی پیشانیوں کے بالوں اور قدموں سے پکڑا جائے گا (۴۱) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۴۲) یہ ہے وہ جہنم جسے مجرم جھٹلاتے تھے (۴۳) وہ اس دن اس (جہنم) میں اور سخت کھولتے پانی میں گھوم رہے ہوں گے (۴۴) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۴۵)

قیامت میں مجرمین کا حال

اس سے مراد یہ ہے اگر بالفرض قیامت کے دن کفار کہیں بھاگ کر گئے بھی تو فرشتے آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑ کر واپس لے آئیں گے یا تمہارے سروں پر پگھلا ہوا تانبا یا پیتل ڈال کر واپس لے آئیں گے اور تم اس عذاب کو دور نہ کر سکو گے۔

اس آیہ پاک میں "شواظ "اور" نحاس" کے الفاظ مبارکہ ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں شواظ کا معنی ہے ایسی آگ جس میں دھواں نہ ہو اور نحاس اس دھوئیں کو کہتے ہیں جس میں آگ نہ ہو، جن انسان ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکیں گے۔[1]

اس کے بعد فرمایا گیا تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اس آیہ پاک میں " وردۃ" اور " دہان" کے الفاظ ہیں، وردۃ کا معنی گلاب کی طرح سرخ اور دہان کا معنی ہیں تیل، آسمان پھٹ کر تپش سے پگھل جائے گا اور دوزخ کی آگ کی گرمی سے سرخ ہو جائے گا اور تیل کی طرح بہہ رہا ہو گا۔[2]

اس کے بعد فرمایا تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ آیہ مبارکہ میں ارشاد ہے اس دن کسی جن انسان سے سوال نہ کیا جائے گا، حالانکہ قرآن مقدس نے دوسری جگہ فرمایا ہے "لنسئلنھم اجمعین " ہم سب سے ضرور سوال کریں گے۔[3]

---

1 الرحمن، 55:35

2 الرحمن، 55:35

3 مسلم بن حجاج (المتوفی 261ھ)، الجامع الصحیح للمسلم، باب کتاب الزھد والدقائق الرقم 2969 ص 4/2280

اس آیہ مبارکہ کا معنی یوں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کسی وقت مجرموں سے سوال نہیں کرے گا کسی دوسرے وقت میں سوال فرمائے گا، یا یہ معنی ہوگا جب انہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا توان سے سوال نہیں ہوگا یا یہ معنی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کسی کے گناہوں کو جاننے کیلئے سوال نہیں فرمائے گا کیونکہ وہ سب اعمال کو جانتا ہے یا یہ معنی ہوگا کہ غیر مجرم سے مجرم کے گناہوں کا سوال نہیں کیا جائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم بارگاہِ رسالت میں حاضر تھے حضور نے فرمایا تم جانتے ہو میں کیوں ہنسا؟ ہم نے کہا اللہ جانے یا اس کا رسول، فرمایا میں بندے کے اپنے رب سے کلام پر ہنسا، بندہ کہے گا اے میرے رب کیا تو نے مجھ کو ظلم سے پناہ نہیں دی، اللہ فرمائے گا کیوں نہیں،

بندہ کہے گا آج میں اپنے خلاف اپنے نفس کے سوا کسی اور کو گواہی دینے کی اجازت نہیں دوں گا، اللہ فرمائے گا آج تیرے خلاف تیرے نفس کی شہادت ہی کافی ہے اور لکھنے والے فرشتوں کی گواہی کافی ہے پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء سے کہا جائے گا تم کلام کرو، مجرموں سے ان کے جرائم کے متعلق اس لئے سوال نہیں کیا جائے گا کہ کراما کاتبین نے فہرست مکمل کر رکھی ہے۔ یا یہ معنی ہے کہ مجرموں سے سوال اس لئے نہیں کیا جائے گا ان کے جرموں کی نشانیاں ان کے چہروں سے ظاہر ہوں گی پس تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ فرمایا یہ ہے وہ جہنم جس کو مجرمین جھٹلایا کرتے تھے جب کفار دوزخ کے قریب ہوں گے تو دوزخ کے فرشتے کہیں گے یہی وہ دوزخ ہے جس کا تم انکار کرتے تھے انہیں پینے کیلئے کھولتا ہوا مشروب دیا جائے گا ان پر بھوک مسلط کر دی جائے گی پھر فرمایا تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾

جو شخص اپنے رب کے سامنے پیش ہونے سے ڈرا (اور ڈر کر اس نے گناہ چھوڑ دیئے) تو اس کیلئے دو جنتیں ہیں (۴۶) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۴۷) دونوں بہت سی ڈالیوں والیاں (۴۸) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۴۹) ان میں دو چشمے بہتے ہیں (۵۰) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے

(۵۱) ان میں ہر میوہ دو دو قسم کا (۵۲) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۵۳)

اللہ تعالیٰ کے روبرو جانے سے ڈرنے کا انعام

حضرت مجاہد فرماتے ہیں اس سے مراد وہ بندہ ہے جس نے گناہ کا ارادہ کیا پھر اُسے اللہ کی یاد آئی اور اللہ کے خوف سے گناہ چھوڑ دیا اسے دو جنتیں ملیں گی، ایک جنت رب کے ڈرنے کی وجہ سے اور دوسری جنت گناہ چھوڑنے کی وجہ سے۔[1]

اس آیہ کریمہ کے اُترنے کا سبب یہ بنا، ایک موقعہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دودھ پیا جو بہت اچھا لگا پھر معلوم ہوا یہ دودھ حلال نہیں تھا تو آپ نے قے کر دی، حضور ﷺ دیکھ رہے تھے فرمایا ابو بکر اللہ تجھ پر رحم فرمائے تیرے متعلق یہ آیہ نازل ہوئی، ان دو جنتوں سے مراد جنت عدن ہے اور جنت نعیم ہے، یہ مقام شہداء کا ہے یہ مقام اللہ کے مقربین کا ہے تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، جو سر سبز شاخوں والی دو جنتیں ہیں تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، ان جنتوں میں دو چشمے بہہ رہے ہیں تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، ان جنتوں میں ہر پھل کی دو، دو قسمیں ہیں وہ پھل تازہ بھی ہیں اور خشک بھی، ہر پھل ذائقہ دار ہے تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍؕ وَ جَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾ فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ لَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ

جنتی لوگ ایسے بستروں پر تکیہ لگائے ہوں گے جن کے بستر نفیس ریشم کے ہوں گے اور دونوں جنتوں کے پھل جھکے ہوں گے (۵۴) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے (۵۵) ان جنتوں میں نیچی نظر رکھنے والی بیویاں ہوں گی جن کو ان (جنتیوں) سے پہلے کسی انسان نے کسی جن نے ہاتھ نہیں لگایا (۵۶) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی

1 الرحمن، 55:46

وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾

نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۵۷) گویا کہ وہ یاقوت اور مونگا ہیں (۵۸) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۵۹)

جنتیوں پر نوازشات الٰہیہ

اس آیہ کریمہ میں جنتیوں کے انعام کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ ان کے بستر ایسے ہوں گے ان کے لحاف یا گدّے دبیز ریشم کے ہوں گے اور درختوں کے پھل اس قدر قریب ہوں گے کہ جنتی انہیں اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے توڑ سکیں گے اور لیٹے لیٹے بھی توڑ سکیں گے، پھر فرمایا تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جنت میں ایسے بلند بستر بنائے ہیں جیسے بادشاہوں کے تخت ہوتے ہیں پھر تم کس طرح اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نعمت کا انکار کرو گے ان بستروں میں بیویاں ہوں گی جن کی نظریں اپنے شوہروں کے سوا کسی پر نہیں پڑیں گی اور ان کے شوہروں سے پہلے کسی انسان اور کسی جن نے انہیں مس نہیں کیا ہو گا۔ تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے۔ گویا وہ یاقوت اور مونگا ہیں، تم دونوں اللہ تعالیٰ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾ وَمِنْ دُوْنِهِمَا
جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ
﴿۶۳﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ
﴿۶۵﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ
رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۷﴾ فِیْهِمَا فَاکِهَةٌ وَّنَخْلٌ
وَّرُمَّانٌ ﴿۶۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ

نیکی کا بدلہ نیکی ہے (۶۰) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۶۱) اور ان دو جنتوں کے علاوہ اور دو جنتیں ہیں (۶۲) سو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۶۳) سیاہی مائل سبز رنگ کی ہیں (۶۴) پس تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۶۵) ان جنتوں میں چھلکتے ہوئے دو چشمے ہیں (۶۶) سو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ

﴿٦٩﴾ فِيهِنَّ خَيْرَٰتٌ حِسَانٌ ﴿٧٠﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٧١﴾

گے (٦٧) ان دونوں میں پھل اور کھجوریں اور انار ہیں (٦٨) سو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (٦٩) ان جنتوں میں خوبصورت خوب سیرت بیویاں ہیں (٧٠) پس تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (٧١)

جنت کی نعمتوں کا ذکر

نیکی کا بدلہ صرف نیکی ہے سو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، عکرمہ فرماتے ہیں اس آیہ کا معنی یہ ہے " لا الہ الا اللہ " کی جزا صرف جنت ہے۔[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس کا معنی یہ ہے جس شخص نے " لا الہ الا اللہ " پڑھا اور حضور ﷺ کے لائے ہوئے دین پر عمل کیا اس کی جزا صرف جنت ہے[2]

ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ جس نے دنیا میں نیک کام کئے اس کی جزا صرف جنت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے یہ آیہ پڑھی اور فرمایا صحابہ کیا تم جانتے ہو تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے، عرض کی اللہ اور اس کے رسول کو ہی اس کا علم ہے، آپ نے فرمایا اللہ فرماتا ہے جس پر میں نے توحید کا انعام کیا اس کی جزا جنت سے سوا کیا ہے۔[3]

یہ معنی بھی کیا گیا ہے جس شخص پر میں نے اپنی معرفت اور توحید کا انعام کیا اس کی جزاء جنت ہے، اس کے بعد فرمایا تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے کہ اس نے تمہیں نیکیوں کے بدلہ میں جنت دی۔ قرآن مقدس کا ارشاد دو جنتوں کے علاوہ اور دو جنتیں ہیں وہ دو جنتیں مقربین کیلئے وہ صدیقین کیلئے اور شہداء کیلئے ہیں یہ جنت عدن ہے اور جنت نعیم۔ یہ معنی بھی کیا گیا ہے اس سے مراد جنت الفردوس اور جنت

---

1 الرحمن، 55:61
2 الرحمن، 55:67
3 محمد ثناء اللہ، (المتوفی 1225)، تفسیر مظہری، ص 9/161

الماویٰ ہے تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ، فرمایا گیا وہ دو جنتیں سیاہی مائل سبز رنگ کی ہیں۔ اگلی آیہ پاک میں فرمایا ان جنتوں میں چھلکتے ہوئے دو چشمے ہیں ، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ان چھلکتے ہوئے دو چشموں سے مراد خیر و برکت سے چھلکتے ہوں گے۔[1]

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جنت میں اولیاء اللہ کے گھروں میں مشک عنبر اور کافور کے چھینٹے پڑ رہے ہوں گے جیسے بارش کے قطرے برستے ہیں ان جنتوں میں کھجور پھل اور انار ہوں گے ، جنتوں میں خوبصورت بیویاں ہوں گی۔ "حسان" کا معنی ہے جس کی صورت حسین ہو "خیرات" کا معنی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اختیار کر لیا۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جنت میں حوریں ایک مقام پر جمع ہوں گی اور بلند آواز سے کہیں گی ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں ہم ہلاک نہیں ہوں گی ہم نعمتوں والی ہیں ہم کبھی محتاج نہیں ہوں گی ہم اپنے شوہروں سے راضی ہونے والی ہیں ان سے کبھی ناراض نہیں ہوں گی ، اس کیلئے مبارک ہو جو ہمارے لئے ہے۔[2]

آخر میں فرمایا گیا تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

وَصلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ ﴿۷۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۳﴾ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۷۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۵﴾ مُتَّکِـِٕیْنَ عَلٰی رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِیٍّ حِسَانٍ ﴿۷۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا

بڑی آنکھوں والی حوریں جو خیموں میں باپردہ ہیں (۷۲) پس تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۷۳) ان کو اس سے پہلے کسی انسان نے یا جن نے ہاتھ نہیں لگایا (۷۴) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۷۵) جنتی لوگ سبز قالینوں اور حسین بستروں پر تکیہ لگائے ہوں گے (۷۶) پس تم دونوں اپنے رب

1 محمد بن عیسیٰ (المتوفی 279ھ)، جامع ترمذی ، باب ماجاء فی کلام الحور العین الرقم 2564 ص 696
محمد بن عیسیٰ (المتوفی 279ھ)، جامع ترمذی ، باب ماجاء فی کلام الحور العین الرقم 2564 ص 4/277
2 عبد الرحمن بن ابی بکر، (المتوفی 911ھ)، تفسیر در منشور ، ص 8/3

تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۷﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۷۸﴾ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۷۷) آپ کے رب کا نام برکت والا ہے جو بہت بڑائی والا اور بہت عزت والا ہے (۷۸)

جنت میں مومنین کی تسکین قلبی کا بیان

ایک اور انعام کا ذکر فرمایا گیا ہے جنت میں حوریں ہیں جو باپردہ ہیں تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے "مقصورات" کے کئی معنی کئے گئے ہیں ایک یہ ہے کہ وہ اپنی نظریں شوہروں تک ہی محدود رکھیں گی، یہ معنی بھی کیا گیا ہے وہ پردہ دار ہوں گی، یہ معنی بھی کیا گیا ہے وہ محلات میں رہنے والی ہوں گی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہر مومن کو ایک حور ملے گی، اس نیک سیرت حور کیلئے خیمہ ہو گا جس کے چار دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر روز اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات ملتے رہیں گے۔ تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، ان حوروں کو کسی انسان جن نے اس سے قبل چھوا تک نہیں، تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ایک اور انعام کا ذکر فرمایا گیا کہ جنتی سبز قالینوں اور نفیس بستروں پر تکیہ لگائے ہوں گے تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے "رفرف" کا معنی بستر یا پردہ ہے، معراج کی شب جو آپ نے رفرف دیکھا وہ سبز رنگ کا قالین تھا "رفرف" کے کئی معنی بیان کئے گئے ہیں تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، انعامات کی لمبی فہرست کے بعد فرمایا گیا تمہارے رب کا نام بابرکت ہے بڑی عظمت والا ہے بہت عزت والا ہے۔

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے سورۃ الرحمٰن کا مختصر ترجمہ مختصر تفسیر مکمل ہوئی، اللہ کرے زندگی میں باقی بھی لکھ سکوں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

سورۃ الواقعہ

یہ سورۃ پاک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے نازل ہو چکی تھی، اس سورۃ پاک کے تین رکوع اور ۹۶ آیات ہیں، اس میں تین باتوں پر دلائل ملتے ہیں، رب قدوس جل مجدہٗ کی وحدانیت، قرآن مقدس کی صداقت اور قیامت کے قائم ہونے پر دلائل۔ اس سورۃ پاک کا آغاز قیامت کے واقع ہونے کے ذکر سے ہو رہا ہے۔ اس سورۃ پاک کے فضائل کئی احادیث مبارکہ سے ملتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا سورۃ الواقعہ غنیٰ کی سورت ہے اسے خود پڑھا کرو اور اپنی اولاد کو سکھاؤ۔[1]

ایک اور روایت میں جو حضرت ابن عباس سے ملتی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جو کوئی سورۂ واقعہ کو ہر رات پڑھے اُسے کبھی فاقہ نہیں آئے گا۔[2]

اسی عنوان کی ایک اور روایت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ سے بھی ملتی ہے کہ سورۃ الواقعہ پڑھنے والے کو فاقہ نہیں پہنچے گا۔[3]

حضرت عبداللہ ابن مسعود بیمار ہو گئے آپ کی بیمار پرسی کیلئے سیدنا عثمان بن عفان گئے اور فرمایا عبداللہ آپ کو کچھ عطیہ دے دیا جائے کہ آپ کی وفات کے بعد وہ رقم آپ کی بچیوں کے کام آئے گی۔[4]

---

1 عبدالرحمن بن ابی بکر، (المتوفی 911ھ)، تفسیر در منشور، ص8/3

2 عبدالرحمن بن ابی بکر، (المتوفی 911ھ)، تفسیر در منشور، ص8/3

3 عبدالرحمن بن ابی بکر، (المتوفی 911ھ)، تفسیر در منشور، ص8/3

4 عبدالرحمن بن ابی بکر، (المتوفی 911ھ)، تفسیر در منشور، ص8/3

تو عبداللہ ابن مسعود نے عرض کی حضرت آپ میری بچیوں کی فکر نہ کریں وہ پریشان نہیں ہوں گی میں نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ ہر رات کو سورۃ واقعہ پڑھ لیا کریں، حضور ﷺ نے فرمایا ہر رات کو سورۃ الواقعہ پڑھنے والا بھوک و افلاس میں مبتلا نہیں ہو گا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ فجر کی نماز میں سورۃ الواقعہ اور اس جیسی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔[1]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت ابو بکر نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ بوڑھے ہو گئے فرمایا سورۃ ہود، الواقعہ، المرسلات، عم یتساء لون اور اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا ہے۔[2]

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

اِذَا وَقَعَتِ الۡوَاقِعَۃُ ۙ﴿۱﴾ لَیۡسَ لِوَقۡعَتِہَا کَاذِبَۃٌ ۘ﴿۲﴾ خَافِضَۃٌ رَّافِعَۃٌ ۙ﴿۳﴾ اِذَا رُجَّتِ الۡاَرۡضُ رَجًّا ۙ﴿۴﴾ وَّ بُسَّتِ الۡجِبَالُ بَسًّا ۙ﴿۵﴾ فَکَانَتۡ ہَبَآءً مُّنۡۢبَثًّا ۙ﴿۶﴾ وَّ کُنۡتُمۡ اَزۡوَاجًا ثَلٰثَۃً ؕ﴿۷﴾ فَاَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَۃِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَۃِ ؕ﴿۸﴾ وَ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَۃِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَۃِ ؕ﴿۹﴾ وَ السّٰبِقُوۡنَ السّٰبِقُوۡنَ ﴿ۚۙ۱۰﴾ اُولٰٓئِکَ الۡمُقَرَّبُوۡنَ ﴿ۚ۱۱﴾ فِیۡ جَنّٰتِ النَّعِیۡمِ ﴿۱۲﴾

صدق اللہ العظیم

جب قیامت واقع ہو جائے گی (۱) اُس کے واقعہ ہونے کے متعلق کوئی جھوٹ بولنے والا نہیں ہو گا (۲) وہ پست کرنے والی بلند کرنے والی ہو گی (۳) جب زمین بڑے زور سے ہلا دی جائے گی (۴) اور پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے (۵) وہ منتشر غبار ہو جائیں گے (۶) اور تم لوگوں کے تین گروہ ہو جائیں گے (۷) دائیں طرف والے کیا ہی اچھے ہیں دائیں طرف والے (۸) اور بائیں طرف والے کیسے برے ہیں بائیں طرف والے (۹) اور آگے بڑھنے والے ہی آگے بڑھنے والے ہیں (۱۰) وہی (اللہ کے) مقربین ہیں (۱۱) وہ نعمت والی جنتوں میں ہیں (۱۲)

1 عبدالرحمن بن ابی بکر، (المتوفی 911ھ)، تفسیر در منشور، ص8/3

2 ابوبکر عبد الرزاق بن همام بن نافع (المتوفی 211ھ)، مصنف عبد الرزاق، باب القراءة صلاة الصبح الرقم 2720 ص 2/115

قیامت کے احوال کا ذکر

پچھلی سورۃ پاک الرحمٰن میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر فرمایا گیا اور اُن نعمتوں کے شکر کا مطالبہ تھا شکر کرنے والوں کی جزاء اور ناشکروں کی سزا کا ذکر تھا اور بار بار ذکر تھا کہ تم اللہ کی نعمتوں کو کیسے جھٹلاؤ گے اس سورۃ پاک میں قیامت کے دن اعمال کی جزا کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ پہلی آیہ پاک میں فرمایا گیا جب قیامت واقع ہو گی تو کوئی اُس کے متعلق جھوٹ بولنے والا نہیں ہو گا ہر شخص اعتراف کرے گا، اور قیامت کے منکرین کا انکار باطل ہو گا کفار دوزخ کے نچلے طبقہ میں ہوں گے اور ایماندار جنت کے بلند درجات میں ہوں گے۔ اوپر کی چیزیں نیچے اور نیچے کی چیزیں اوپر کر دی جائیں گی ، پہاڑ زمین کی طرح پست ہوں گے اور زمین پہاڑوں کی طرح اونچی ہو گی، زمین تیزی سے حرکت کر رہی ہو گی اور پہاڑ پھٹ رہے ہوں گے، اس عظیم واقعہ کو دیکھ کر کوئی جھوٹ بولنے والا نہیں ہو گا، قیامت کو جھٹلا نہیں سکے گا۔

وہ پست کرنے والی اور بلند کرنے والی ہو گی، اس کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ وہ منکرین کو پست کر دے گی اور عجز و انکساری والوں کو اونچا کر دے گی ، یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ ایک قوم کو اللہ کے عذاب میں سر نگوں کر دے گی دوسری قوم کو اللہ کی اطاعت کی وجہ سے سر بلند کر دے گی ، یہ معنی بھی کیا گیا ہے کسی کو عدل سے نیچا کر دے گی اور کسی کو فضل سے اونچا کر دے گی۔

زمین ہلا دی جائے گی ایسے کہ جب اللہ زمین کی طرف وحی کرے گا تو وہ خوف سے کانپنے لگے گی اور اس پر بنی ہر شئی بَرباد ہو گی ، قیامت کی ہیبت سے پہاڑ ٹوٹ پھوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے ، ریت اور مٹی کی طرح ہو جائیں گے جانوروں کے دوڑنے سے جو غبار اُٹھتا ہے پہاڑوں کی بھی یہی حالت ہو گی ، یہ معنی بھی کیا گیا ہے جیسے روشن دان سے سورج کی شعائیں غبار کی صورت میں نظر آتی ہیں یہی حالت پہاڑوں کی ہو گی۔

ایسی حالت ہو گی لوگوں کے تین گروہ ہو جائیں گے پہلا گروہ "اصحاب المیمنہ" یعنی دائیں طرف والے ، ان سے مراد جنتی لوگ ہیں، ان کا نامہ عمل دائیں ہاتھ میں ہو گا ان کا نور دائیں جانب دوڑ رہا ہو گا، دوسرا گروہ "اصحاب المشئمہ" یہ وہ لوگ ہیں جو آدم علیہ السلام کی بائیں جانب تھے اس کی دلیل وہ حدیث شریف ہے حضور ﷺ نے فرمایا معراج کی رات آسمان دنیا پر پہنچا تو وہاں ایک شخص کی دائیں جانب بھی مخلوق دیکھی ، بائیں جانب بھی۔[1]

1 محمد بن عیسیٰ (المتوفی 279ھ)، جامع ترمذی ، باب من سورۃ الواقعہ الرقم 3297 ص 5/402

جب وہ شخص دائیں طرف دیکھتا تو ہنستا، بائیں طرف دیکھتا تو روتا میں نے کہا جبریل یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہیں ان کی دائیں جانب والے جنتی ہیں، بائیں جانب والے دوزخی ہیں اور "السابقون" سے مراد ہیں جو آگے بڑھنے والے ہیں اور اللہ کے مقربین ہیں، جنتوں کے باسی ہیں۔ سیدنا علی المرتضیٰ فرماتے ہیں سابقین وہ ہیں جب انہیں حق دیا جائے تو وہ قبول کرتے ہیں، سوال کیا جائے تو دیتے ہیں لوگوں پر وہی حکم کرتے ہیں جو اپنے پر کرتے ہیں۔[1]

یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ ان سے مراد انبیاء علیہم السلام ہیں یہ معنی بھی کیا گیا ہے سابقون وہ ہیں جو توبہ اور نیکی کی طرف سبقت کرتے ہیں۔

وَصَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۴﴾ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿۱۶﴾ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۱۸﴾ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَحُوْرٌ عِيْنٌ ﴿۲۲﴾ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿۲۳﴾ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾

بڑا گروہ پہلے لوگوں سے ہے (۱۳) اور تھوڑے پچھلے لوگوں سے ہیں (۱۴) جڑاؤ تختوں پر ہوں گے (۱۵) ان پر تکیے لگائے ہوئے ایکدوسرے کے سامنے (۱۶) ان کے پاس ہمیشہ رہنے والے لڑکے گھوم رہے ہوں گے (۱۷) مٹکوں اور جگوں اور شراب کے لبریز جاموں کے ساتھ (۱۸) جس سے نہ ان کے سر میں درد ہو اور نہ عقل میں فتور ہو (۱۹) اور ان کے پسندیدہ پھل (۲۰) اور پرندوں کا گوشت جو چاہیں گے (۲۱) اور بڑی آنکھوں والی حوریں (۲۲) جیسے چھپے ہوئے موتی (۲۳) یہ ان کے نیک کاموں کی جزا ہے جو وہ کرتے تھے (۲۴)

صدق الله العظيم

1 محمد بن اسماعیل (المتوفی 256ھ)، الجامع الصحیح للبخاری، باب کیف فرضت الصلاۃ فی الرقم 349 ص 1/78

اھل جنت کے احوال کا ذکر

"ثلة من الاولين" کی تفسیر میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی، ان میں سے حضور ﷺ کی اُمت کی اَسّی صفیں ہوں گی اور باقی اُمتوں کی چالیس صفیں ہوں گی، اور گزشتہ اُمتوں کے سابقین اور مقربین اس اُمت کے سابقین اور مقربین کی بہ نسبت بہت زیادہ ہوں گے، [1] اس لئے فرمایا" ثلة من الاولين " ۔[2] قرآن مقدس کا یہی عنوان ایک حدیث شریف سے اس طرح ملتا ہے، [3] ابو سعید خدری فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم اہل جنت کی چوتھائی ہو گے آپ نے پھر فرمایا تم اہل جنت کی تہائی ہو گے ہم نے اللہ اکبر کہا حضور ﷺ نے فرمایا تم اہل جنت کے آدھے ہو گے، ہم نے پھر اللہ اکبر کہا او کما قال ﷺ ۔[4] " وقليل في الآخرين " سے مراد حضور ﷺ پر ایمان لانے والے سابقین ہیں، ان کو "قلیل" اس لئے فرمایا گیا کہ انبیاء سابقین بہت زیادہ تھے اور ان کی اُمتوں میں ایمان کی طرف سبقت کرنے والے بھی بہت زیادہ تھے، اس لئے ان کی تعداد ہماری اُمت کے سابقین سے زیادہ ہو گی۔[5]

حسین تختوں پر تکیے لگائے ایک دوسرے کے سامنے ہوں گے، ان کی ایک دوسرے کی طرف پیٹھ نہیں ہو گی، ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ مومنین اور ان کی بیویاں اور ان کے اہل تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے تکیہ لگائے ایک دوسرے کے سامنے ہوں گے ان کی ایک دوسرے کی طرف پیٹھ نہیں ہو گی۔ ان پر مزید انعام کا ذکر اس طرح فرمایا کہ ان کے پاس ہمیشہ رہنے والے لڑکے گھوم رہے ہوں گے، اس کا معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ بچے اسی طرح کم سن ہی رہیں گے جنتیوں کو نو عمر خدام دے دیئے جائیں گے، حسن و جمال میں موتیوں کی طرح ہوں گے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ مسلمانوں کے وہ بچے ہوں گے جن کی نہ کوئی نیکی ہو گی نہ گناہ۔ جنتیوں کو ہر طرح مکمل راحت اور خوشی پہنچائی جائے گی، مزید نعمت کا ذکر اس طرح فرمایا گیا وہ خدام

---

1 محمد ثناء اللہ، (المتوفی 1225)، تفسیر مظھری، ص 9/166

2 الواقعہ، 56: 14

3 ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ آپ کا پورا نام سعد بن مالک بن سنان تھا آپ انصاری صحابی ہے ہجرت سے دس سال قبل پیدا ہوئے اور آپ سے بیت سی روایات منقول ہے۔

4 الواقعہ، 56:13

5 محمد بن اسماعیل (المتوفی 256ھ)، الجامع الصحیح للبخاری، باب قصة یاجوج وماجوج الرقم 3348 ص 4/138
مسلم بن حجاج (المتوفی 261ھ)، الجامع الصحیح للمسلم، باب قوله یقول اللہ لا دم اخرج بعث

مشکیزوں اور شراب سے لبریز جاموں کے ساتھ خدمت بجالائیں گے۔ جنت میں شراب کے چشمے جاری ہوں گے وہاں جنتیوں کی صحت کا یہ عالم ہو گا نہ عقل میں فتور ہو گا نہ سر میں درد ہو گا۔[1] جنت کی شراب کی خصوصیت فرمائی نہ سر درد، نہ قے نہ پیشاب، مزید انعام کا ذکر اس طرح فرمایا، انہیں پھل بھی عام ہو گا پرندوں کا گوشت، ان کی خوراک بہت اچھی ہو گی۔ حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں جنتی جس پرندہ کے گوشت کی خواہش کرے گا وہ پرندہ بھنا ہوا اس کے آگے آجائے گا، جنتیوں کو ایک اور انعام دیا جائے گا کہ بڑی آنکھوں والی حوریں جس سے نکاح کر دیا جائے گا یہ سارے انعامات ان کے نیک کاموں کی جزا ہوں گے جو وہ کرتے تھے۔

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَأْثِيْمًا ﴿٢٥﴾ اِلَّا
قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿٢٦﴾ وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ
اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ﴿٢٧﴾ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿٢٨﴾
وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿٢٩﴾ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴿٣٠﴾ وَّمَآءٍ
مَّسْكُوْبٍ ﴿٣١﴾ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ﴿٣٢﴾ لَّا
مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ﴿٣٣﴾ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ
﴿٣٤﴾ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿٣٥﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا
﴿٣٦﴾ عُرُبًا اَتْرَابًا ﴿٣٧﴾ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٣٨﴾

صدق الله العظيم

وہ (جنتی) اس میں نہ کوئی بیہودہ بات سنیں گے نہ گناہ کی بات (۲۵) مگر ہر طرف سے سلام سلام کی آواز (۲۶) اور دائیں طرف والے کیا ہی اچھے ہیں دائیں طرف والے (۲۷) وہ بے کانٹوں کی بیریوں میں ہوں گے (۲۸) اور تہہ بہ تہہ کیلوں میں (۲۹) اور پھیلے ہوئے لمبے سایوں میں (۳۰) اور چھلکتے ہوئے پانی میں (۳۱) اور پھلوں کی بہتات میں (۳۲) جو نہ کبھی ختم ہوں گے نہ روکا جائے گا (۳۳) اور اونچے بستروں میں (۳۴) ہم نے انکی بیویوں کو خصوصیت سے پیدا کیا ہے (۳۵) پھر ہم نے ان کو جوان بنایا (۳۶) محبت کرنے والیاں ہم عمر (۳۷) جو دائیں طرف والے لوگوں کیلئے ہیں (۳۸)

جنتیوں کو کوئی پریشانی لاحق نہ ہو گی

1 الواقعہ، 56:14.

اہل جنت وہاں کوئی لغو بات نہیں سنیں گے، ایسا کلام جو بے فائدہ ہو یا جس کے سننے سے وقت ضائع ہو، نہ غیبت، چغلی، جھوٹ، کوئی غلط بات وہاں نہ ہو گی نہ سنیں گے نہ لڑائی جھگڑا ہو گا نہ گناہ پر ابھارنے والی باتیں ہو گی۔

اگلی آیات مبارکہ میں "اصحاب الیمین" کا دوبارہ ذکر فرمایا گیا جو ان کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے، جنت میں بیری کے درخت کا ذکر فرمایا گیا، ایک اعرابی نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ جنت میں ایسے درخت کا ذکر ہے جو جنتی کو تکلیف دے گا فرمایا وہ کون سا؟ عرض کی بیری تو حضور ﷺ نے فرمایا اس کے سارے کانٹوں کو کاٹ دیا جائے گا اور ہر کانٹے کی جگہ پھل ہو گا اور ہر پھل سے بہترین ذائقہ ہو گا۔

آیہ مبارکہ میں ایک اور درخت کا ذکر فرمایا گیا وہ " طلح " ہے، یہ بڑا درخت ہوتا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ درخت دنیاوی درخت کے مشابہ ہو گا لیکن اس میں کانٹوں کے بجائے پھل ہو گا۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک ایسا درخت ہے اس کے سائے میں سوار سو سال تک چلتا رہے گا، اور سایہ ختم نہیں ہو گا۔ ایک اور انعام کا ذکر فرمایا کہ پھل کثرت سے ہوں گے کبھی ختم نہ ہوں گے ایسا نہیں کہ کبھی ہوں کبھی نہ ہوں وہ پھل ہر وقت رہیں گے، ان کے کھانے سے کوئی رکاوٹ نہ ہو گی، نہ بیماری رکاوٹ بنے گی نہ مہنگائی نہ کسی محافظ کی سختی ان پھلوں کو کھانے سے کوئی بھی شیٔ رکاوٹ نہیں ہو گی۔ ایک اور انعام فرمایا کہ بستر اونچے ہوں گے، ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ بستروں سے مراد ان کی بیویاں ہیں، حسن و جمال کے لحاظ سے ان کا جواب نہ ہو گا پھر فرمایا ہم نے ان کی بیویوں کو خصوصیت سے پیدا کیا ہے، یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ ہم نے بنو آدم کی عورتیں از سر نو پیدا کیں اور انہیں جوانی دی۔[2]

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِيْ سَمُوْمٍ وَّ حَمِيْمٍ ﴿۴۲﴾ وَّ ظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ لَّا

بڑا گروہ پہلے لوگوں میں سے ہو گا (۳۹) اور ایک بڑا گروہ بعد کے لوگوں میں سے ہو گا (۴۰) اور بائیں طرف والے کیسے بُرے ہیں بائیں طرف والے (۴۱) وہ گرم ہوا اور کھولتے ہوئے پانی میں ہوں گے (۴۲) اور

1 سورۃ الطور، 52:24

2 اسماعیل بن عمر، (المتوفی 744ھ)، تفسیر ابن کثیر، ص 7/526

عبدالرحمن بن ابی بکر، (المتوفی 911ھ)، تفسیر در منشور، ص 8/11

بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ﴿۴۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ﴿۴۶﴾ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾

سیاہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے (۴۳) جو نہ ٹھنڈا ہو گا نہ آرام دہ (۴۴) بے شک وہ اس سے پہلے بہت نعمتوں میں تھے (۴۵) اور وہ گناہ کبیرہ پر اصرار کرتے تھے (۴۶) اور وہ یہ کہا کرتے تھے کہ کیا جب ہم مر جائیں گے مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو ہم کو دوبارہ اُٹھایا جائے گا (۴۷) اور کیا ہمارے پہلے باپ دادا کو بھی (۴۸) آپ کہئے بے شک تمام اولین اور آخرین (۴۹) ضرور وقت مقررہ پر جمع کئے جائیں گے (۵۰)

اہل جنت کا ایک دوسرے کو مبارک باد دینا

دائیں طرف والے لوگوں کو خوشخبری ہے یہ پہلی اُمتوں سے دائیں طرف لوگوں کا گروہ ہو گا ایک بڑا گروہ بعد کے لوگوں میں سے ہو گا، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا یہ دونوں گروہ میری اُمت میں سے ہوں گے، اس اُمت میں سے متقدمین کا بھی ایک بڑا گروہ دائیں طرف والوں میں سے ہو گا اور اس اُمت کے متاٴخرین میں سے بھی ایک بڑا گروہ ہو گا۔[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ دونوں بڑے گروہ میری اُمت سے ہوں گے۔ دائیں جانب والوں کی فضیلت کے بعد بائیں جانب والوں کی مذمت کی آیات ہیں۔ کفار و مشرکین منافقین بائیں جانب والے ہوں گے ان کے اعمال نامے اُن کے بائیں ہاتھوں میں ہوں گے۔ آیہ مبارکہ میں "سموم" کا لفظ ہے جس کا معنی ہے گرم ہوا، یہاں اس سے مراد دوزخ کی آگ ان کے جسموں کو جلادے گی، جب آگ ان کے جسموں کو جلائے گی تو یہ کھولتے ہوئے پانی کی طرف آئیں گے وہ کھولتا ہوا پانی ایسا ہو گا جب انہیں پلایا جائے گا تو ان کی انتڑیاں کاٹ دے گا وہ سیاہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے جیسے دنیا میں آدمی تپش سے گھبرا کر سائے میں جاتا ہے، دوزخیوں کا سایہ سیاہ دھواں ہو گا وہ دھواں سخت گرم ہو گا اس میں سے کسی قسم کی خیر نہیں ہو گی۔

---

1 محمد بن اسماعیل (المتوفی 256ھ)، الجامع الصحیح للبخاری، باب قولہ وظل ممدود الواقعہ الرقم 4881 ص 6/146
مسلم بن حجاج (المتوفی 261ھ)، الجامع الصحیح للمسلم، باب فی الجنۃ شجرۃ یسیر الراکب فی ص 4/2175

انہیں یہ عذاب اس لئے ہو گا کہ وہ اس سے پہلے بہت نعمتوں میں تھے، لیکن ان کا شکر ادا نہیں کیا، شرک وکفر پر رہے، ہدایت و نصیحت کے باوجود کچھ فائدہ نہ لیا، گناہوں سے توبہ نہیں کرتے تھے، قیامت کو جی اُٹھنے کے قائل نہ تھے بت پرستی میں مگن تھے، قیامت کے انکار پر اصرار کرتے تھے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب ہڈیاں ہو جائیں، مٹی بن جائیں کیسے اُٹھ سکیں گے؟ محبوب پاک کو حکم فرمایا گیا آپ کہہ دیجئے تمام اولین و آخرین مقررہ وقت پر جمع ہوں گے۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿٥١﴾
لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿٥٢﴾ فَمَالِـــُٔـوْنَ
مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿٥٣﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ
﴿٥٤﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿٥٥﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ
يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿٥٦﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا
تُصَدِّقُوْنَ ﴿٥٧﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿٥٨﴾ ءَاَنْتُمْ
تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿٥٩﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا
بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ
﴿٦٠﴾ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ
مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦١﴾

صدق الله العظيم

پھر بے شک تم اے گمراہو جھٹلانے والو! (۵۱) ضرور تھور کے درخت سے کھانے والے ہو (۵۲) پھر اسی سے پیٹوں کو بھرنے والے ہو (۵۳) پھر اسی پر کھولتے ہوئے پانی کو پینے والے ہو (۵۴) تم سخت پیاسے اونٹ کی طرح پینے والے ہو (۵۵) یہ قیامت کے دن ان کیلئے ضیافت ہے (۵۶) ہم نے تم کو پیدا کیا ہے تم تصدیق کیوں نہیں کرتے (۵۷) یہ بتاؤ تم جو (رحم میں) منی ٹپکاتے ہو (۵۸) کیا اس سے تم (انسان کی) تخلیق کرتے ہو یا ہم تخلیق کرنے والے ہیں (۵۹) ہم نے تمہارے لئے موت کا وقت مقرر کر دیا ہے اور ہم عاجز نہیں (۶۰) کہ ہم تمہارے بدلے میں تم جیسے اور پیدا کر دیں اور تمہیں از سر نو اس طرح پیدا کر دیں جس کو تم بالکل نہیں جانتے (۶۱)

کفار و مشرکین کو تنبیہ

اس آیہ کریمہ میں تنبیہ فرمائی جارہی ہے کہ گمراہو تم جھٹلانے والے ہو توحید کی بجائے شرک کرتے ہو، قیامت کے دن کو جھٹلاتے ہو کہ دوبارہ زندہ نہیں کئے جاؤ گے، ان کی ایک اور سزا کا ذکر فرمایا کہ تمہاری خوراک تھوہر کا درخت ہو گا بد صورت درخت ہے، ذائقہ خراب اور کڑوا ہے۔

مزید ایک سزا کا ذکر فرمایا گیا کہ کھولتا ہوا پانی پیو گے، یہ پانی دراصل دوزخیوں کی پیپ ہو گا وہ سمجھیں گے اس سے پیاس بجھے گی مگر ایسا نہیں ہو گا یہ عذاب ان کی ضیافت ہو گا پھر تنبیہ فرمائی کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے تمہیں چاہئے کہ تصدیق کرو،

رب قدوس نے اپنی قدرت کاملہ کا ذکر فرمایا کہ جب تم رحم میں منی ٹپکاتے ہو پھر اُسے انسان کی شکل کون دیتا ہے؟ بتاؤ وہ تم کرتے ہو یا ہم کرتے ہیں؟ قدرت کا ذکر اس طرح فرمایا کہ تمہارے اندر موت کو مقدر ہم نے کیا ہے۔

جب تم نے جان لیا کہ انسانوں کے خالق ہم ہی ہیں تو پھر ماننے سے کیوں انکار ہے؟ ہمارا نظام تخلیق بتاتا ہے کہ خالق ہم ہی ہیں اس میں کوئی دوسرا شریک نہیں جس اللہ نے انسان کو ایک بار پیدا کیا ہے وہ اسے دوبارہ کیوں نہیں کر سکتا۔

فرمایا ہم نے موت کا وقت مقرر کیا ہے ہم عاجز نہیں یہ بھی استدلال ہے کہ ہم مارنے کے بعد بھی زندہ کرنے پر قادر ہیں۔ اگر ہم تمہارے مرنے کے بعد تمہاری جنس سے اور لوگ پیدا کرنا چاہیں تو ہمیں اس سے کوئی روک نہیں سکتا کہ ہم تمہاری شکل وصورت کو تبدیل کر دیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا
تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾ ءَاَنْتُمْ
تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَوْ نَشَآءُ
لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اِنَّا
لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾
اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنْتُمْ

اور بے شک تم پہلی پیدائش کو اچھی طرح جانتے ہو تو نصیحت حاصل کیوں نہیں کرتے (۶۲) یہ بتاؤ جو کچھ تم کاشت کرتے ہو (۶۳) اس کو اگاتے تم ہو یا ہم اگانے والے ہیں (۶۴) اگر ہم چاہیں تو اس کو ذرہ ذرہ کر دیں پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ (۶۵) (اور کہو) ہم پر تو تاوان پڑ گیا (۶۶) بلکہ ہم تو محروم ہو گئے (۶۷) یہ بتاؤ جس پانی کو تم پیتے ہو (۶۸) کیا اس کو تم بادل سے

أَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ ﴿۷۲﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾

اُتارتے ہو یا ہم اُتارنے والے ہیں (۶۹) اگر ہم چاہیں تو اس پانی کو سخت کڑوا بنادیں پھر تم شکر ادا کیوں نہیں کرتے (۷۰) یہ بتاؤ جس آگ کو تم جلاتے ہو (۷۱) اس کیلئے درختوں کو پیدا تم نے کیا ہے یا ہم پیدا کرنے والے ہیں (۷۲) ہم نے اسے مسافروں کیلئے فائدہ کی چیز اور نصیحت بنایا ہے (۷۳) سو تم اپنے رب عظیم کی تسبیح بیان کرتے رہو (۷۴)

انسانی تخلیق کے مراحل کا بیان

اس آیہ مبارکہ میں رب قدوس نے اپنی قدرت کاملہ کا ذکر فرمایا کہ تم اپنی تخلیق کے مراحل کو جانتے ہو مٹی سے تخلیق ہوئی، نطفہ کی صورت میں تھے پھر جمے ہوئے خون کی شکل میں پھر گوشت بنے، پھر شکل و صورت میں آئے پھر روح پھونکی گئی ماں کے پیٹ میں "جنین" کہلائے، پیدا ہوئے دودھ پیتے بچے کہلائے، پھر اٹھنا بیٹھنا سیکھا، چلنے لگے، دوڑنے لگے جوان ہوئے پھر بڑھاپا آیا موت آئی، دفن ہوئے پھر بھی خالق و مالک جس نے تمہیں بے شمار مختلف حالات میں بنایا وہی اللہ دوبارہ اُٹھانے پر کیوں قادر نہیں؟

اگلی آیہ پاک میں مرنے کے بعد جی اُٹھنے پر ایک اور دلیل فرمائی بتاؤ کھیتی تم اگاتے ہو یا ہم، تم نے تو زمین میں بیج ڈال کر ضائع کر دیا وہ زمین جو ہر شئی کو برباد کر دیتی ہے اُسے کس نے کہا خبردار! زمیندار کے بیج کو اگانا ہے برباد نہیں کرنا، وہ اللہ موت کے بعد زندہ کرنے پر کیوں قادر نہیں (معاذاللہ) رب قدوس جل مجدہ نے اپنی ایک اور عظیم نعمت کا ذکر فرمایا کہ تمہیں بادل سے ٹھنڈا میٹھا پانی دیا ہے اس پانی کے دینے والا کون ہے اگر ہم چاہیں تو اس ٹھنڈے میٹھے پانی کو کڑوا بنادیں۔

توجہ دلائی جارہی ہے ہماری نعمتوں پر شکر ادا کرو مرنے کے بعد زندہ کرنے کی ایک اور دلیل فرمائی کہ بتاؤ لکڑیوں سے جو آگ سلگاتے ہو اس کے خالق تم ہو یا ہم ہیں، جب میری قدرت کو پہچانتے ہو تو پھر انکار کیوں کرتے ہو۔ اس دور میں آگ جلانے کا یہی ذریعہ تھا کہ لکڑیوں سے جلائی جاتی تھی، اس کے بعد کوئلہ، گیس ایسی

چیزیں ہو گئیں یہ بھی سب کچھ قدرت کی طرف سے ہی ہے۔ تمہیں چاہئے کہ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو ہم نے ہی اسے نصیحت بنایا، مسافروں کیلئے مفید بنایا۔ تمہیں چاہئے اپنے رب کی تسبیح بیان کرو اور اس کے وحدہٗ لاشریک ہونے کا ذکر کرتے رہو۔

وَصلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدِدِ خَلْقِہٖ

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿۷۶﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۸۷﴾

مجھے ستاروں کے واقع ہونے کی جگہوں کی قسم (۷۵) اگر تم سمجھو تو یہ عظیم قسم ہے (۷۶) بے شک یہ قرآن بہت عزت والا ہے (۷۷) جو کتاب (لوح محفوظ) میں ہے (۷۸) اس (کتاب) کو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں (۷۹) یہ (کتاب) رب العالمین کی طرف سے نازل کی ہوئی ہے (۸۰) کیا تم اس کتاب کو معمولی سمجھ رہے ہو (۸۱) اور تم نے جھٹلانے کو اپنا رزق بنا لیا ہے (۸۲) تو جب (روح) حلق تک پہنچ جائے گی (۸۳) اور تم روح کو نکلتا دیکھ رہے ہو (۸۴) اور ہم اس مرنے والے کی نسبت تم سے بہت قریب ہوتے ہیں لیکن تم دیکھ نہیں سکتے (۸۵) اگر تم کسی کے تابع نہیں ہو (۸۶) تو تم اس روح کو لوٹاتے کیوں نہیں اگر تم سچے ہو (۸۷)

قرآن قریم روحانی و جسمانی بیماریوں کا علاج انسانی بے بسی کا تذکرہ

آیہ مبارکہ میں ستاروں کی ان جگہوں کی قسم کھائی گئی ہے جہاں وہ ڈوبتے ہیں، اس سے مراد ستاروں کے غروب ہونے کے مقامات ہیں کہ ان کے ڈوبنے سے ہی ان کی فنا کا پتہ چلتا ہے اور یہ دلیل ہے کہ اللہ وحدہٗ لا شریک ہی وہ ذات ہے جس کے لئے فنا نہیں، یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ ستاروں سے مراد صحابہ کرام رضوان اللہ

علیہم اجمعین ہیں۔ "مواقع" سے مراد ان کی سجدہ گاہیں ہیں یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ "مواقع" سے مراد ان کے مزارات ہیں جہاں وہ آرام فرما ہیں۔

اگلی آیہ مبارکہ میں اس بات پر قسم اٹھائی جارہی ہے کہ قرآن کریم اللہ کی کتاب ہے کریم ہے جادو نہیں جیسے کفار گمان کرتے ہیں یہ بہت عزت والی کتاب ہے یہ مبارک کتاب اخلاق کی راہنمائی کرتی ہے عمدہ مقاصد بتاتی ہے۔ یہ ایسی کتاب ہے جسے جتنا بھی پڑھا جائے طبیعت اکتاتی نہیں،

"کریم" کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تلاوت کا ثواب بہت زیادہ ہے اس لئے بھی کریم ہے کہ اس سے ہر مسئلہ ملتا ہے ہر عقدہ حل ہوتا ہے، اس وجہ سے بھی "کریم" ہے کہ اس میں جسمانی روحانی بیماریوں کی شفا ملتی ہے، اس وجہ سے بھی کریم ہے کہ اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرے گا، عذاب قبر سے بچائے گا یہ بھی وجہ ہے کہ اس کی تلاوت کی وجہ سے شہادت کا درجہ ملتا ہے۔

اس کتاب کو عزت والے فرشتے لے کر آتے ہیں، یہ کتاب لوح محفوظ میں ہے اس کتاب کی عظمت و بڑائی کی ایک دلیل یہ ہے کہ اسے بے وضو ہاتھ نہیں لگایا جاسکتا، یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ اس مبارک کتاب کے اسرار و معانی ہر شخص پر نہیں کھلتے بلکہ وہ لوگ جن کے نفوس قدسیہ آلائشوں سے پاک ہوں۔

کفار کو تنبیہہ کی گئی ہے کہ تم اس کتاب کی صفات جانتے بھی ہو مگر پھر بھی کوئی اہمیت نہیں دیتے، اس کی دعوت کو محض ضد، ہٹ دھرمی سے ٹھکرا رہے ہو، چاہئے تو یہ تھا کہ تم استغفار کرتے، رحمات و برکات سے معمور ہوتے مگر تم انکار کر کے جہنم کے گڑھے میں گر رہے ہو اسے جھٹلا کر اپنی عاقبت خراب کر رہے ہو،

انسان کی بے بسی اور کمزوری کو اس طرح ذکر فرمایا گیا کہ تم اپنے کسی عزیز کی روح کو نکلنے سے روک سکتے ہو اس کی روح کو تم بدن میں واپس نہیں کر سکتے، حالانکہ یہ منظر تم دیکھ رہے ہوتے ہو، ہم تمہاری نسبت اس مرنے والے کے بہت قریب ہوتے ہیں مگر تم دیکھ نہیں سکتے اور اس حقیقت کو سمجھنے سے عاجز ہوتے ہو۔

انسان کے عاجز و کمزور ہونے کو اس طرح ارشاد فرمایا گیا، اگر تم کسی کے زیر فرمان نہیں تو روح کو اس جسم میں واپس لوٹا کیوں نہیں دیتے، حالانکہ تم چاہتے ہو کہ وہ تمہارا عزیز زندہ رہے اُسے صحت ہو اس کے علاج

معالجہ پر دل کھول کر رقم خرچ کرتے ہو کہ بچ جائے مگر اُسے بچا نہیں سکتے۔ تمہاری یہ کمزوری بتاتی ہے تم عاجز ہو، مالک وہی خدائے وحدہٗ لاشریک ہے جو چاہے کر لے تم ایسے کمزوروں کو کیا حق ہے کہ انکار کرو اور کفر پر اڑے رہو

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۰﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۱﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿۹۴﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۹۵﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۹۶﴾

پس (مرنے والا) اگر (بارگاہ خداوندی کے) مقربوں میں سے ہوا (۸۸) تو راحت ہے اور پھول اور چین کے باغ (۸۹) اور اگر دائیں طرف والوں سے ہو (۹۰) تو (اے دائیں طرف والے) تجھ پر سلام ہو کہ تو دائیں طرف والوں سے ہے (۹۱) اور اگر وہ جھٹلانے والے گمراہوں سے ہے (۹۲) تو اس کیلئے سخت کھولتے پانی کی ضیافت ہے (۹۳) اور دوزخ میں جلنا ہے (۹۴) بے شک یہ ضرور حق الیقین ہے (۹۵) آپ اپنے رب عظیم کے نام کی تسبیح کرتے رہیں (۹۶)

مقربین کی عظمت کا بیان

اس آیہ پاک میں مقربین کی عظمت کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ اگر مرنے والا مقربین کی صفت سے ہے تو اس کیلئے پھول ہیں اور انعام والی جنت ہے اس پر سلام ہو گا کہ وہ دائیں طرف والا ہے نیک لوگوں کیلئے اچھی مہمانی ہو گی اور بُروں کیلئے عذاب ہو گا، نیک کو دائمی نعمتیں مل جائیں گی، اُسے قبر میں رحمت نصیب ہو گی حشر میں جنت سے نوازا جائے گا "جنة نعیم" سے یہ بھی مراد لی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے محروم نہیں ہو گا۔ اس دائیں طرف والے کو فرشتوں کی طرف سے سلام ہو گا، یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ مومن کو موت کے وقت فرشتے سلام کہیں گے یہ معنی بھی کیا گیا ہے جب قبر سے اُٹھے گا تو فرشتے سلام کہیں گے یہ معنی بھی ہے کہ جنت میں اُسے فرشتے سلام کہیں گے۔ کفار کیلئے عذاب اور کھولتا پانی ہو گا یہ عذاب اسے یقینی ہو گا۔ کافر کی یہ جزا برحق ہے، مومن اسے دنیا میں ہی جانتا ہے کافر قیامت کو جان لے گا۔

آخری آیہ پاک میں فرمایا گیا آپ اپنے رب عظیم کے نام کی تسبیح کرتے رہیں اس سے برکت حاصل کریں ، جب یہ آیہ نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا تم اسے اپنے رکوع میں پڑھو ، اور جب "سبح اسم ربك الاعلیٰ" نازل ہوئی تو فرمایا اسے سجدہ میں رکھ لو۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا بندہ اپنے رب کے نزدیک سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدہ کر رہا ہو تم سجدہ میں بہت زیادہ دعا کیا کرو ، فسبح باسم ربک سے اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کا اظہار ہو رہا ہے ، [1]

حضرت داؤد علیہ السلام کی تسبیح سے جانور ، ذرات ، پتے ، قطرے پڑھتے تھے مگر محبوب ! تیری تسبیح سے کائنات کا ذرہ ذرہ گونج اُٹھے گا۔ [2]

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

سورۃ الحدید

یہ سورۃ پاک مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ، اس میں چار رکوع ، اُنتیس آیات مبارکہ ہیں ، اس سورت کے مکی مدنی ہونے میں اختلاف ہے ، جمہور کا قول یہ ہے کہ یہ سورت پاک مدنی ہے ، ابن عطیہ کہتے ہیں اس سورت میں مدنی آیات ہیں لیکن شروع کی آیات مبارکہ مکی آیات کے مشابہ ہیں ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم سورۃ الحدید کی ابتدائی چھ آیات میں ہے۔ ان کے پڑھنے سے دعا قبول ہوتی ہے۔ [3]

[4] سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بارہ میں مشہور تو یہ ہے کہ آپ سورۃ طٰہٰ کی ابتدائی آیات سن کر متاثر ہوئے اور اسلام لائے مگر بعض روایات میں ہے کہ آپ سورۃ الحدید کی ابتدائی آیات سے متاثر ہو کر اسلام لائے۔ [5] امام ابوبکر احمد بن حسین روایت کرتے ہیں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہیں پتہ ہے میں اسلام کیسے لایا ؟ [6]

---

1 مسلم بن حجاج (المتوفی 261ھ) ، الجامع الصحیح للمسلم ، باب ما یقال فی الرکوع والسجود الرقم 482 ص 1/350

2 سلیمان بن اشعث (المتوفی 275ھ) ، سنن ابوداؤد ، باب فی دعاء فی الرکوع والسجود الرقم 875 ص 1/231

3 الواقعۃ ، 56:96

4 حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ دوسرے خلیفہ تھے آپ کی اسلامی حکومت چھبیس لاکھ مربع میل پر تھی اور آپ حضور کی دعا سے مشرف با اسلام ہوئے اور آپ 23ھ کو فوت ہوئے۔ اور آپ روضہ رسول کے سائے میں دفن ہوئے۔

5 اسماعیل بن عمر ، (المتوفی 744ھ) ، تفسیر ابن کثیر ، ص 7/551

6 مسلم بن حجاج (المتوفی 261ھ) ، الجامع الصحیح للمسلم ، باب فی قولہ تعالی الم یان الذین الرقم 2027 ص 4/3219

لوگوں نے عرض کی فرمائیں تو فرمایا میں سخت گرمی میں مکہ مکرمہ کے کسی راستہ پر جا رہا تھا، مجھے کسی نے بتایا عمر حیرت ہے تیرے گھر سنگین حادثہ ہو گیا ہے، تیری بہن مسلمان ہو چکی ہے، میں نے آکر گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا، پوچھا گیا کون ہے؟ میں نے کہا عمر ہوں، میری بہن اور بہنوئی ڈر کر چھپ گئے وہ ایک صحیفہ پڑھ رہے تھے جلدی سے اُٹھانا بھول گئے، میں نے بہن سے کہا تو اپنی جان کی دشمن ہے، میں نے اس کے سر پر مارا، خون بہا تم کیا پڑھ رہی تھی، وہ دکھاؤ بہن نے کہا تم اسے ہاتھ نہیں لگا سکتے، وہ کلام پاک ہے طیب ہے، آخر میری بہن نے مجھے وہ صحیفہ دیا اس میں لکھا تھا "بسم اللہ الرحمن الرحیم" اللہ کا نام تھا میں ڈر گیا اس میں تھا "سبح للہ" یہ آیات سورۃ الحدید کی ہیں اور حضرت عمر مکہ مکرمہ میں بعثت کے چھٹے سال اسلام لائے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ سورۃ الحدید مدینہ منورہ میں نازل ہوئی، بعض حضرات کا اس سورۃ کو مکی بتانا اور بعض کو مدنی بتانا یہ اختلاف تو ہے مگر اس اختلاف کو اس طرح ختم کیا جا سکتا ہے، [1]

سورۃ الحدید کی شروع کی آیات مبارکہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں اور باقی آیات مدینہ منورہ میں۔ حضرت عرباض بن ساریہ فرماتے ہیں حضور ﷺ سونے سے پہلے تسبیح کی آیات پڑھا کرتے تھے، اس مسبحات سے مراد الحدید، الحشر، الصف، الجمعہ، التغابن ہیں۔ [2]

اس سورۃ پاک میں اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ کی جلیل صفات کا ذکر ہے قدرت کا ذکر ہے علم کے محیط ہونے کا ذکر ہے، قرآن مقدس کے ہدایت اور نجات ہونے کا ذکر ہے، اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی فضیلت کا ذکر ہے، مسلمانوں کو ڈرایا گیا ہے کہ وہ سخت دل نہ ہوں، دنیا کے بارہ میں فرمایا گیا ہے یہ فانی ہے اس سے دل نہ لگایا جائے مشکلات و مصائب پر صبر کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس سورۃ پاک میں منافق اور ایماندار کی زندگی کے تفاوت کو بیان کیا گیا ہے۔ اس سورۃ کے آخر میں مسلمانوں کو بتایا گیا ہے تم سے پہلے بھی انبیاء آئے انہوں نے اپنی اپنی اُمتوں کو احکام سنائے بعض نے احکام مانے بعض نے انکار کیا اب تمہاری باری ہے کہ یہ میدان جیتتے ہو یا ہارتے ہو۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

---

1 الحدید، 57:16

2 مسلم بن حجاج (المتوفی 261ھ)، الجامع الصحیح للمسلم، باب فی قولہ تعالی الم یان الذین الرقم 3027 ص 3219/4

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ① لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ② هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ③ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۚ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ④ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ⑤

ہر شئ اللہ کی تسبیح کرتی ہے، جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی سب پر غالب ہے بڑا دانا ہے (۱) اس کیلئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے (۲) وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے (۳) وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا پھر عرش پر جلوہ گر ہوا (جیسے اس کی شان کے لائق تھا) وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس کی طرف چڑھتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے تم جہاں بھی ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ خوب دیکھنے والا ہے (۴) اسی کیلئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اور اللہ کی طرف ہی سارے کام لوٹائے جائیں گے (۵)

ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے

آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا زمین وآسمان کی ہر شئ اس کی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں، موت وحیات کا مالک وہی ہے قیامت کو سب کو اُٹھائے گا، وہ ہر شی پر قادر ہے۔ آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے، اللہ تعالیٰ سب سے اول ہے اور ساری مخلوق اس کے بعد ہے، اللہ تعالیٰ آخر ہے قیامت کو ساری کائنات فنا ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ ساری چیزوں کے بعد باقی رہے گا اس لئے وہ آخر ہے، دلائل کے اعتبار سے وہ سب پر ظاہر ہے وہ باطن اس لحاظ سے ہے کہ انسان کے حواس سے باطن ہے، اس آیہ مبارکہ کی تفسیر ایک حدیث شریف سے اس طرح ملتی ہے حضور ﷺ نے فرمایا اے اللہ تو اول ہے تجھ سے پہلے کوئی شئ نہیں اور تو آخر ہے

تیرے بعد کوئی شئ نہیں اور تو ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی شئ نہیں اور تو باطن ہے تیرے سوا کوئی شئ نہیں تو ہمارا قرض ادا کر دے اور ہمیں فقر سے بے پرواہ کر دے۔[1]

یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس حدیث کو امام مسلم، ترمذی نے روایت کیا ہے ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے اول سے مراد ہے جس کی ابتداء نہ ہو، آخر سے مراد ہے جس کی انتہاء نہ ہو، ظاہر سے مراد ہے جو بلا حجاب ہو، باطن سے مراد ہے جو مستور ہو۔[2]

اس آیہ مبارکہ کا یہ معنی بھی کیا گیا ہے وہ قدیم ہے اس کی ابتداء نہیں، وہ مخلوق کے فنا ہونے کے بعد باقی رہے گا، ظاہر ہونے کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی شئ ظاہر نہیں، باطن ہونے کا یہ معنی ہے کہ وہ مخلوق کے حواس سے چھپا ہوا ہے۔ زمین و آسمان کے پیدا کرنے اور عرش پر جلوہ گری فرمانے، زمین کے اندر داخل ہونے اور نکلنے والی چیزوں کے عالم ہونے سے اس کی قدرت کاملہ کا اظہار ہے، آسمان سے اُترنے والی شئ سے مراد بارش ہے، زمین سے نکلنے والی چیزیں پیداوار ہے، آسمان پر چڑھنے والی چیزوں سے بندوں کے نیک اعمال مراد ہیں جو فرشتے آسمان پر لے کر جاتے ہیں۔

آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے علم اس کی قدرت کا اظہار ہے کہ وہ ہمیشہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو اور تمہارے ہر کام کو دیکھنے والا ہے، زمینوں آسمانوں میں اسی کی حکومت ہے اور تمام معاملات اسی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالىٰ عَلىٰ حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۭ وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ وَمَا لَكُمْ لَا

وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ سینوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے (۶) اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر اور مال میں سے خرچ کرو جس میں اللہ نے تمہیں پہلوں کا جانشین بنایا ہے تو جو لوگ تم میں سے ایمان لائیں اور خیرات کریں ان کیلئے بہت بڑا اجر ہے (۷) اور تمہیں

1 مسلم بن حجاج (المتوفی 261ھ)، الجامع الصحیح للمسلم، باب فی قولہ تعالی الم یان الذین الرقم 3027 ص 4/3219

2 محمد بن عیسیٰ (المتوفی 279ھ)، جامع ترمذی، باب الرقم 2921 ص 5/181

سلیمان بن اشعث (المتوفی 275ھ)، سنن ابوداؤد، باب ما یقول عند النوم الرقم 5057 ص 4/313

تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوۡلُ يَدۡعُوۡكُمۡ لِتُؤۡمِنُوۡا بِرَبِّكُمۡ وَقَدۡ اَخَذَ مِيۡثَاقَكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۸﴾ هُوَ الَّذِىۡ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبۡدِهٖۤ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخۡرِجَكُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمۡ لَرَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۹﴾

کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے ، اور یہ رسول تمہیں دعوت دے رہا ہے کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ اور اللہ تم سے پکا وعدہ لے چکا ہے اگر تم ایماندار ہو (۸) وہی ہے جو اپنے بندے (محمد ﷺ) پر واضح آیات نازل فرماتا ہے کہ تمہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف لائے اور بے شک اللہ تم پر شفقت کرنے والا بے حد مہربان ہے (۹)

رات اور دن کی کیفیات کا تذکرہ

آیہ مبارکہ میں رات کو دن میں داخل کرنے اور دن کو رات میں داخل کرنے کا ذکر فرمایا کبھی رات بڑی ہے دن چھوٹا ہے اور کبھی رات چھوٹی ہے دن بڑا ہے، اس میں رب قدوس کی قدرت کاملہ کا ذکر ہے جو ذات گرامی اتنی قدرت کی مالک ہے وہ اس کی حق دار ہے کہ اس کی عبادت کی جائے، اگلی آیہ مبارکہ میں اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لانے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا ذکر فرمایا گیا ہے، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ زکوۃ دو، اللہ کی راہ میں عام خرچ کرنا بھی معنی کیا گیا ہے۔ یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ عبادات میں خرچ کرو، اس کی رضا کیلئے خرچ ہو گا تو ثواب میں جنت عطا ہو گی، اپنی ضروریات پر خرچ کرے گا تو اللہ اجر عظیم دے گا

آیہ پاک میں فرمایا گیا ہے اس مال سے خرچ کرو، جس میں اللہ نے تمہیں پہلوں کا جانشین بنایا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے میرے پاس جو مال ہے حقیقتاً میں اس کا مالک نہیں، میری حیثیت تو محض نگران کی ہے، فرمایا گیا تم اس فرصت کو غنیمت جانو اللہ کی راہ میں خرچ کرو اس سے پہلے کہ وہ مال تمہارے ہاتھ سے نکل جائے، مال ایسے مقامات پر خرچ کرو جس سے اللہ راضی ہو، فضول خرچی اور ناجائز خرچ سے بچو۔

تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے، علم، عقل فکر شعور تمہیں سب کچھ دے دیا گیا ہے پھر بہانے پھر عذر غلط تاویلات سے کیا فائدہ، تم سے عہد لیا جا چکا ہے اس کا احساس کرو یہ عہد ”الست بربکم“ والا ہے

،" کیا میں تمہارا رب نہیں" ۔ یہاں پر میثاق کا یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ انبیاء و مرسلین نے ،دین کے مبلغین نے تمہیں پیغام پہنچایا ہے ، اللہ نے اپنی قدرت کا ذکر فرمایا کہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے محبوب بندے پر آیات نازل کیں، اور اس نے تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالا، " آیات" سے مراد قرآن مقدس کی آیات بھی ہیں ، یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ " آیات " سے مراد معجزات ہیں جن کو حضور ﷺ نے ظاہر فرمایا جن سے لوگوں پر حق واضح ہوا، اللہ پر ایمان لاؤ وہ تم پر بے حد مہربان ہے شفیق ہے۔

وَصَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۱۰ صدق اللہ العظیم

اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ اللہ ہی کیلئے آسمانوں اور زمینوں کی وراثت ہے (اے مسلمانو) تم میں سے کوئی بھی ان کے برابر نہیں ہو سکتا، جنہوں نے فتح (مکہ) سے پہلے (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا اور (کافروں سے) قتال کیا ان لوگوں کا بڑا درجہ ہے اُن سے جنہوں نے بعد میں خرچ کیا اور (کافروں سے) قتال کیا، اللہ نے ان سب سے اچھے انجام کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ تمہارے کاموں کی خبر رکھنے والا ہے (۱۰)

اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے کی مذمت کا ذکر

ان آیات کریمات میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرنے کی مذمت فرمائی گئی ہے لوگو! تمہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے کون سی چیز روکتی ہے ؟ تم یہ دنیا کا مال یونہی چھوڑ کر چلے جاؤ گے اور تمہارے کسی کام نہیں آئے گا، اگر اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے تو یہی مال تمہارے مرنے کے بعد بھی تمہارے کام آئے گا، پھر فرمایا گیا تم میں سے کوئی بھی ان کے برابر نہیں ہو سکتا، جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔ بعض مفسرین نے

کہا یہاں فتح سے مراد فتح حدیبیہ ہے، چونکہ فتح مکہ سے پہلے مسلمان کمزور تھے ضرورت مند تھے اس وقت مال خرچ کرنے میں بڑی مشقت تھی، جس سے پتہ چلتا ہے مشکل وقت میں عمل زیادہ اہمیت رکھتا ہے جیسے ایک حدیث پاک سے ظاہر ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور ﷺ سے عرض کی گئی حضور! کون سا عمل سب سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے، فرمایا جس عمل میں مشقت زیادہ ہو، ایک اور حدیث پاک میں یہی مضمون اس طرح ملتا ہے،[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! کون سا صدقہ افضل ہے، فرمایا جو تنگدست آدمی مشقت برداشت کر کے دے اور دینے کی ابتدا اپنے عیال سے کرے۔[2]

یہ آیہ کریمہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جس سے آپ کی فضیلت واضح ہو رہی ہے، یہ آیہ کریمہ اس مسئلہ پر بھی واضح دلیل ہے جس نے فتح مکہ سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور دشمنوں سے جنگ کی وہ بعد والوں سے افضل ہیں۔ اور اسلام کیلئے مال خرچ کرنے والے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

یہ بھی واضح ہو رہا ہے جس نے پہلے اسلام قبول کیا، پہلے جہاد کیا فتح مکہ سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کیا وہ بعد والوں سے افضل ہے کہ فتح مکہ سے پہلے مسلمانوں کی مدد اور معاونت کی بہت ضرورت تھی۔ جنت کے مختلف درجات ہیں جس نے سب سے پہلے اسلام کیلئے خرچ کیا اور تلوار اُٹھائی، وہ سب سے افضل درجہ میں ہوں گے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنے مال سے سب سے زیادہ مجھ پر احسان کیا وہ ابو بکر ہیں

ایک اور حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا، میں نے ہر شخص کے احسان کا بدلہ اُتار دیا ہے سوائے ابو بکر کے۔[3]

---

1 مسلم بن حجاج (المتوفی 261ھ)، الجامع الصحیح للمسلم، باب ما یقول عند النوم واخذ المضجع الرقم 7713 ص 4/2084
محمد بن یزید (المتوفی 273ھ)، سنن ابن ماجه، باب دعاء رسول اللہ ﷺ الرقم 3831 ص 2/1259

2 محمد بن عمر، (المتوفی 606ھ)، تفسیر کبیر، ص 29/444

3 اسماعیل بن عمر بن کثیر (المتوفی 774ھ)، البدیة والنهایة، ص 29/444

کسی کے مال نے مجھے وہ نفع نہیں پہنچایا جو ابو بکر کے مال نے نفع پہنچایا ہے ، ایک اور حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر ! میری اُمت میں سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گے ۔[1]

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ﴿۱۱﴾ یَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۲﴾ یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَیْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِیْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾

کون ہے جو اللہ کی راہ میں قرض حسنہ دے اور اللہ اس کے قرض کو اس کیلئے بڑھاتا ہے اور اس کیلئے عزت والا اجر ہے (۱۱) جس دن آپ ایمان دار مردوں کو اور ایماندار عورتوں کو دیکھیں گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کی دائیں طرف دوڑ رہا ہو گا (انہیں کہا جائے گا) آج تمہیں جنتوں کی خوشخبری ہے جن کے نیچے سے دریا بہہ رہے ہیں تم ان میں ہمیشہ رہنے والے ہو ، یہی بہت بڑی کامیابی ہے (۱۲) جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے تم ہماری طرف دیکھو ہم تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کریں (ان سے) کہا جائے گا تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ پھر کوئی نور حاصل کرو ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی جس میں دروازہ ہو گا اس کے اندرونی حصہ میں رحمت ہو گی اور اس کے باہر کے حصہ میں عذاب ہو گا (۱۳)

اللہ کو قرض حسنہ دینے کا ذکر

1 محمد بن عمر، (المتوفی 606ھ)، تفسیر کبیر، ص 29/444

اس آیہ کریمہ میں اللہ کی راہ میں قرض حسنہ دینے کا ذکر فرمایا گیا ہے اللہ کی راہ میں صدقہ و خیرات کرنے کے سلسلہ میں کئی باتیں سامنے آتی ہیں، پہلی بات یہ کہ قرض حسنہ صدقہ و خیرات حلال کے مال سے ہو، دوسری بات یہ کہ اس میں دکھاوانہ ہو، تیسری بات صدقہ اس شی کا دیا جائے جو پسند ہو، چوتھی بات یہ کہ اس صدقہ پر احسان نہ جتایا جائے ورنہ ضائع ہونے کا شدید اندیشہ ہے، پانچویں بات یہ کہ اللہ کی رضا کیلئے صدقہ دیا جائے، اسے قرض اس لئے فرمایا گیا جیسے مقروض بندہ قرض کو واپس کرتا ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ اس صدقہ کا اجر قیامت کو واپس فرمائے گا، کسی کو اس کا اجر دس گناہ دے گا کسی کو سات سوگنا کسی کو چودہ سوگنا، کسی کو اس سے بھی زیادہ اجر دے گا۔ ایمانداروں کی عظمت فرمائی گئی کہ قیامت کے دن ان کا نور ان کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں دوڑتا ہو گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا بعض مومنوں کا نور اس قدر ہو گا کہ اس سے مدینہ منورہ سے عدن تک روشن ہو جائے گا۔ منافقین کی حالت کا ذکر اس طرح فرمایا گیا کہ ایمان والوں سے کہیں گے ہماری طرف نگاہ کرنا کہ ہم بھی نور حاصل کر سکیں، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں قیامت کے دن لوگ اندھیروں میں بھاگے پھر رہے ہوں گے، اللہ تعالیٰ نور بھیجے گا، ایماندار نور کو دیکھ کر اس کی طرف چل پڑیں گے وہ نور انہیں جنت کی طرف لے جائے گا، [1]

منافقین بھی مومنین کے پیچھے چل پڑیں گے، تب اللہ تعالیٰ ان منافقین پر اندھیرا کر دے گا اس وقت منافقین کہیں گے، ایمان والو ہماری طرف دیکھو کہ ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کریں، مومنین کہیں گے تم اندھیرے میں لوٹ جاؤ، جہاں سے آئے تھے پھر ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی جس کے اندرونی حصہ میں رحمت ہو گی اور بیرونی حصہ میں عذاب ہو گا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ دیوار جنت اور دوزخ کے درمیان ہو گی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ

منافق ایمان والوں کو پکاریں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں لیکن تم نے اپنے آپ کو (نفاق کے) فتنہ میں ڈال دیا تھا اور تم

1 سلیمان بن اشعث (المتوفی 275ھ)، سنن ابوداؤد، باب فی الرخصۃ فی ذالک الرقم 1677 ص 2/129
سلیمان بن اشعث (المتوفی 275ھ)، سنن ابوداؤد، باب ماجاء فی کراھیۃ الاضرار فی الوصیۃ الرقم 2865 ص 3/113

وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ
اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾ فَالْيَوْمَ لَا
يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ
مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ
الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ
قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا
يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ
فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ
وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾

(مسلمانوں پر مشکلات کا) انتظار کرتے رہے اور (دین میں) شک کرتے رہے اور تمہاری جھوٹی خواہشات نے تمہیں فریب میں مبتلا رکھا حتی کہ اللہ کا حکم آپہنچا اور (شیطان نے) تمہیں دھوکے میں مبتلا رکھا (۱۴) آج نہ تم سے کوئی فدیہ لیا جائے گا اور نہ کافروں سے تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے وہی تمہارا رفیق ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے (۱۵) کیا ابھی تک ایمان والوں کیلئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کیلئے اور اس حق کیلئے نرم ہو جائیں جو نازل ہو چکا ہے، ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی پھر ان پر لمبا زمانہ گزر گیا تو ان کے دل بہت سخت ہو گئے اور ان میں سے بہت لوگ فاسق ہیں (۱۶)

قیامت میں مومنین و منافقین کے درمیان گفتگو

اس آیہ کریمہ میں قیامت کے دن مومنین اور منافقین کے درمیان ہونے والی گفتگو کا ذکر ہے کہ مومن و منافق دنیا میں مل جل کر رہ رہے تھے، قیامت کے دن ان سب کو نور دیا جائے گا پھر منافقین اس دیوار تک پہنچیں گے تو ان کا نور بجھ جائے گا اور مومن جنت میں داخل ہوں گے اس وقت منافقین مومنین سے کہیں گے کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہیں رہتے تھے، ایماندار کہیں گے ہاں تم اسی طرح تھے لیکن تم نے اپنی جانوں کو فتنہ میں ڈال دیا تم رسول اللہ ﷺ پر مشکلات و مصائب کا انتظار کرتے رہے اور دین میں شک کرتے رہے، تمہاری جھوٹی تمناؤں نے تمہیں فریب میں رکھا اور تم کو اللہ کے راستہ سے روک لیا، حتی کہ اللہ کا حکم آگیا اور تمہیں دوزخ میں ڈال دیا گیا۔ آج تمہارے عذاب کے بدلہ میں تم سے کوئی چیز لے کر تم کو عذاب سے نجات نہیں دی جائے گی۔

اگلی آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کو منع فرمایا ہے کہ وہ اہل کتاب سے مشابہت اختیار کریں، یہود و نصاریٰ نے اپنے ہاتھوں سے کتاب کو بدل ڈالا، کتاب کی بے حرمتی کی، مختلف غلط نظریات کو اپنایا، دین حق کو ٹھکرایا اللہ کے بجائے انسانوں کو اپنے بڑوں کو خدا جانا، اُن کے دل سخت ہو گئے اللہ کی کتاب میں تحریف کرنا ان کی عادت ہو گئی تھی۔ آیہ مبارکہ میں ایمانداروں کو فرمایا گیا کیا وہ وقت آیا نہیں کہ ان کے دل حق کی طرف مائل ہوں، اللہ کے اس ارشاد نے بے شمار لوگوں کی دنیا بدل دی، فضیل ابن عیاض کا عظیم واقعہ ہے، آپ نے ایک غلط کام کی طرف قدم اُٹھایا تو یہی صدا کانوں میں پڑی کیا وقت نہیں آیا کہ ایمانداروں کے دل اللہ کی یاد سے ڈریں، یہ سنتے ہی قدم رُک گئے، سچے دل سے توبہ کی اور مقام ولائیت پر فائز ہو گئے۔

وَصلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۹﴾ ع صدق الله العظيم

جان لو اللہ (تعالیٰ) زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کر دیتا ہے ہم نے تمہارے لئے اپنی نشانیاں واضح طور پر بیان کر دی ہیں تاکہ تم سمجھو (۱۷) بے شک صدقہ دینے والے اور صدقہ دینے والیاں اور جنہوں نے اللہ (تعالیٰ) کو قرض حسنہ دیا ان کیلئے (ان کا مال) کئی گنا بڑھا دیا جائے گا اور انہیں عزت والا اجر ملے گا (۱۸) اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہی اللہ کے ہاں صدیق اور شہید ہیں ان کیلئے اجر اور (خاص) نور ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں (۱۹)

اللہ تعالیٰ کی قوت تخلیق، واہل اسلام کا اعزاز

آیہ مبارکہ میں مردہ دلوں کو مردہ زمین کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے ہے جیسے مردہ زمین بارش سے زندہ ہو جاتی ہے اسی طرح مردہ دل بھی اللہ پر ایمان، اس کا ذکر کرنے سے زندہ ہو جاتے ہیں۔آیہ پاک میں اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دینے پر قرض دینے والوں کے مال میں دوگنی چوگنی برکت اور اجر کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

آیہ مبارکہ میں اللہ اور رسول اللہ پر ایمان لانے والوں کو ہی صدیق اور شہید فرمایا گیا، ان کے نور کا ذکر فرمایا گیا صدیق بہت زیادہ سچا، اللہ کے رسول ﷺ کی بہت قوی تصدیق کرنے والا، اس تصدیق کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زندگی کے کسی بھی سخت سے سخت مرحلہ میں اس پر عبادت گراں نہیں گزرتی اور وہ ہمیشہ حق پر ڈٹا رہتا ہے، اس آیہ پاک سے پتہ چلتا ہے ہر مومن صدیق اور شہید ہے بعض علماء نے کہا ہر مومن کے شہید ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مومنین اللہ تعالیٰ کے حضور گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں شہادت دیں گے۔ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ ہر مومن کو اس لئے "شھید" فرمایا گیا کہ وہ اپنے رب کے لطف و کرم پر گواہ ہو گا ہر مومن اس لئے بھی "شھید" ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کر کے اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ اللہ پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس کی نافرمانی حرام ہے۔[1]

یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ یہاں "شہداء" سے مراد وہ مسلمان ہیں جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے وہ لوگ جو میدان جنگ میں لڑ کر تو شہید نہیں ہوئے مگر انہیں شہید کا ثواب ہے وہ حکمی شہید کہلاتے ہیں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے جیسے طاعون سے مرنے والا شہید، ڈوب کر مرنے والا شہید، گر کر مرنے والا شہید وغیرہ۔آیہ مبارکہ ہیں جو ذکر ہے ہر مومن شہید ہے اس کا معنی یہ ہے جس کا ایمان کامل ہو۔

اس آیہ کے اُترنے کا سبب یہ بنا ایک دن حضور ﷺ نے صحابہ کو صدقہ دینے کا حکم دیا تو ایک انصاری نے اپنا سارا باغ اللہ کی راہ میں دے دیا اور اپنی بیوی سے فرمایا کہ تم اپنی بچیوں کو باغ سے لے کر گھر چلی جاؤ میں نے یہ باغ صدقہ دے دیا، بچیاں باہر دھوپ سے پریشان ہوئیں تو ماں نے کہا پریشان نہ ہوں، یہ باغ تمہارے باپ نے اللہ کی راہ میں دے دیا ہے، تب حضور ﷺ نے فرمایا ابوالدحداح انصاری کی کھجوروں کے کتنے ہی خوشوں کو جنت میں دیکھا ہے۔ تب یہ آیہ نازل ہوئی۔

---

1 محمد بن عیسیٰ (المتوفی 279ھ)، جامع ترمذی، باب مناقب ابی بکر صدیق رضی اللہ الرقم 3655ص 5/606

اگر کسی کے پاس صدقہ خیرات اور جہاد کے وسائل نہ ہوں مگر اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے میں صادق ہے تو وہ اللہ کے نزدیک صدیق و شہید ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطٰمًا ؕ وَفِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۲۰﴾

جان لو دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشا ہے زیب و زینت ہے اور آپس میں فخر کرنا ہے اور مال اور اولاد میں کثرت کو طلب کرنا ہے اس بارش کی مثل ہے جس کی پیداوار کسانوں کو اچھی لگتی ہے پھر وہ خشک ہو جاتی ہے تو اُسے زرد رنگ کی دیکھتا ہے پھر وہ ذرہ ذرہ ہو جاتی ہے اور آخرت میں (مجرموں کیلئے) سخت عذاب ہے اور (نیکوں کیلئے) اللہ کی طرف سے مغفرت ہے اور رضا مندی ہے اور دنیا کی زندگی صرف دھوکے کا سامان ہے (۲۰)

دنیاوی زندگی کا حال

آیہ مبارکہ میں دنیا کی زندگی کو دھوکہ کی زندگی فرمایا گیا ہے یہ اشکال ذہن میں نہ آئے کہ دنیا میں بہت سی اچھی چیزیں بھی تو ہیں، کعبہ ہے مسجد نبوی ہے، مساجد ہیں، قرآن مجید ہے، دینی مدارس ہیں، دینی مذہبی لائبریریاں ہیں، بلکہ دنیا اس اعتبار سے مذموم ہے کہ اللہ کی بجائے شیطان کی اطاعت کی جائے، ان چیزوں کے مذموم ہونے کا ذکر ہے جو خدا سے دور کرتی ہیں اس کو "لھو" فرمایا گیا، "لھو" وہ شئ ہے جو دنیا کی طرف مائل کرے، "لھو" وہ شئ ہے جو آخرت سے غافل کرے یہ معنی بھی کیا گیا ہے "لعب" بچوں کے اس کھیل کو کہتے ہیں جس کا کوئی فائدہ نہ ہو، لہو جوانوں کا وہ کھیل ہے جس کے ختم ہونے کے بعد سوائے افسوس کے کچھ نہ ہو، دنیا کو زینت اور آپس میں فخر کرنے کو کہا، مرد عورت دونوں ہی اس بیماری کے مریض ہیں کہ عیش و عشرت کو پسند کرتے ہیں۔

یہی عنوان ایک حدیث شریف سے اس طرح ملتا ہے، حضرت عیاض بن عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا مجھے وحی کی گئی کہ ایک دوسرے سے تواضع کے ساتھ پیش آؤ، کوئی شخص دوسرے پر حکم نہ کرے نہ کوئی دوسرے پر فخر کرے۔[1]

آیہ مبارکہ میں مال و اولاد میں طلب کثرت کا ذکر ہے اس سے مراد مطلقاً مال واولاد کی طلب بری نہیں اگر مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کیلئے طلب کیا جائے تو حرج نہیں۔ اُمت میں اضافہ کیلئے اولاد کی کثرت کی طلب ہو تو مضائقہ نہیں۔ حضور ﷺ نے ایسی عورت سے شادی کرنے کو اہمیت دی جو بچے جنتی ہو کہ دوسری اُمتوں کی نسبت میں زیادہ اُمت والا ہوں گا۔

مال کو طلب کرنا کہ اللہ کی راہ میں خرچ ہو، برا نہیں مال و اولاد کی طلب اس وقت مذموم ہے جب اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کیلئے ہو۔ آیہ مبارکہ میں زمین کی مصیبتوں کا ذکر فرمایا گیا، بارش کا نہ ہونا، غلّہ اور پھلوں کا کم ہونا، لوگوں کا بھوک میں مبتلا رہنا، زمینی مشکلات میں رنج و غم، بیماری مصائب فقر تنگدستی یہ سب مشکلات ہیں۔ اس بناء پر فرمایا گیا دنیا کی زندگی دھوکے کا سامان ہے، اس سامان سے آسانی سے گزرنا صرف اللہ کے فضل و کرم سے ہی وابستہ ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۱﴾ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ

اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف بڑھو جس کی وُسعت آسمان اور زمین کی (وُسعت کی) مثل ہے جس کو اُن لوگوں کیلئے تیار کیا گیا ہے جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے (۲۱) زمین میں اور تمہاری جانوں میں جو بھی مصیبت آتی ہے وہ کتاب

1 محمد بن عیسیٰ (المتوفی 279ھ)، جامع ترمذی، باب مناقب ابی بکر صدیق رضی اللہ الرقم 3655ص 5/606
محمد بن عیسیٰ (المتوفی 279ھ)، جامع ترمذی، باب الرقم 3673ص 3/614

مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۲۲﴾ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ﴿۲۳﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۴﴾

میں لکھی ہوئی ہے اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے (۲۲) تا کہ تم اس پر افسوس نہ کرو جو تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے اور اس پر اِتراؤ نہ جو اللہ نے تمہیں دی ہے اور اللہ کسی اترانے والے متکبر کو پسند نہیں کرتا (۲۳) جو لوگ (خود) بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل کا حکم دیتے ہیں اور جو روگردانی کرتا ہے اللہ بے نیاز ہے تعریف کیا ہوا ہے (۲۴)

جنت اور مغفرت کی طلب اللہ تعالیٰ سے ہونی چاہیے

آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا رب کی مغفرت کی طرف اور اس کی جنت کی طرف سبقت کرو (دوڑو) نیک کام کرو کہ تمہیں مغفرت اور جنت حاصل ہو، یہ معنیٰ بھی کیا گیا ہے اگر تم سے گناہ سرزد ہو جائے تو توبہ واستغفار سے اس کی معافی مانگو کہ تمہیں مغفرت حاصل ہو۔

آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا ایمان والوں کیلئے جنت ہے، اس کا معنیٰ یہ ہے کہ ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ بھی ضروری ہیں اور یہ نیک اعمال بھی بندوں کو اللہ کے فضل سے ہی نصیب ہوتے ہیں۔ بہت سے لوگ مال و دولت صحت عافیت کے ہوتے ہوئے بھی عبادت کی سعادت سے محروم رہتے ہیں۔ آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا تمہیں جو بھی مصیبت ہوتی ہے وہ کتاب میں لکھی ہوئی ہے، اس آیہ کریمہ میں عام لوگوں کا یہ سوال کہ جب ہر شئ لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے تو انسان مجبور ہے کہ وہی کرے پھر برے کاموں کی قیامت کو سزا کیوں؟ وہ تو مجبور تھا کہ لوح محفوظ کی تحریر کے مطابق کرے۔ آسانی سے یہ مسئلہ یوں سمجھا جا سکتا ہے اللہ عالم الغیب ہے وہ ہر شئ کو جانتا ہے اُس نے جب انسان کو دنیا میں بھیجا تو علم، عقل، فکر سمجھ کے ساتھ بھیجا اس نے اپنے علم ازلی ابدی کے ساتھ دیکھا یہ بندہ میرے دیئے ہوئے اختیارات کو غلط استعمال کرے گا اور یہ جرائم کرے گا تو لوح محفوظ پر وہی لکھ دیا اب اس وضاحت سے معلوم ہو گیا لوح محفوظ پر وہی لکھا گیا ہے جو اس نے کرنا تھا۔ لوح محفوظ پر اس لئے ہی لکھا گیا کہ

گنہگاروں کے گناہوں کو دیکھ کر فرشتے اللہ کا شکر کریں کہ اللہ نے برائیوں سے محفوظ رکھا، یہ بھی حکمت ہے کہ لوح محفوظ کو اللہ کے محبوب بندے دیکھ کر مخلوق کا علم حاصل کرلیں، یہ بھی حکمت ہے کہ گنہگاروں کی نافرمانی پڑھ کر اللہ کے فضل و کرم کا جائزہ لیں کہ اللہ انہیں پھر بھی رزق فضل کرم سے نوازتا ہے ان کی نافرمانی کے باعث ان پر رزق کا دروازہ بند نہیں کرتا۔ آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا اللہ کسی متکبر، اکڑ باز کو پسند نہیں فرماتا۔ آیہ پاک میں بخل کرنے کی اور آگے لوگوں کو بخل کی عادت ڈالنے کی مذمت کی گئی ہے، بخیل سے مراد وہ بندہ ہے جو مستحق کو دینے سے بخل کرے، بخیل وہ ہے جسے مال نہ دینے سے لذت ملتی ہے۔

وَصلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿٢٥﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٢٦﴾

صدق الله العظيم

یقینا ہم نے اپنے رسولوں کو روشن دلائل کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اُتاری اور عدل تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور ہم نے لوہا نازل کیا اس میں بڑی سخت قوت ہے اور لوگوں کیلئے طرح طرح کے فائدے تاکہ اللہ دیکھ لے کون اس کی اور اس کے رسولوں کی بن دیکھے مدد کرتا ہے بے شک اللہ بڑا طاقت والا (اور) غالب ہے (۲۵) اور ہم نے نوح اور ابراہیم (علیہما السلام) کو بھیجا اور ان دونوں کی نسل میں نبوت اور کتاب رکھی، ان میں سے چند تو ہدایت والے ہیں اور ان میں بہت سے نافرمان ہیں (۲۶)

انبیاء علیہ السلام کی بعثت کا ذکر

اس آیہ مبارکہ میں انبیاء علیہم السلام کے بھیجنے کا مقصد بیان کیا گیا ہے اور ان کے ساتھ کتاب، میزان اور لوہے کا ذکر بھی فرمایا گیا ہے، یہاں " کتاب " سے مراد وحی الٰہی ہے جو ہر نبی کو ہوتی ہے جس سے بندوں کی اصلاح ہوتی ہے۔ اخلاق سنورتے ہیں، اعمال درست ہوتے ہیں "میزان" سے مراد عدل ہے اس سے وہ حق مراد

ہے جس پر عقل سلیم گواہی دیتی ہے اور لوہے سے مراد قوت ہے جو گستاخوں کو حق کی راہ پر چلاتی ہے اور غلط راستہ سے بچاتی ہے یہ چیزیں اُتاری کیوں ہیں تا کہ لوگ عدل پر قائم رہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کے حقوق مانے جائیں عام لوگوں کے حقوق کا بھی خیال رکھا جائے، ظلم سے بچا جائے، حق و باطل کا امتیاز کیا جائے، منکرین کی اصلاح کیلئے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا گیا ہے۔

لوہے کو اتارنے میں قوت وہمت ہے یہ جنگی سامان میں بھی اہمیت رکھتا ہے انسانی معاشرے کی اصلاح کیلئے بھی کام دیتا ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں لوہے میں سخت قوت ہے جنگی سامان لوہے سے تیار کیا جاتا ہے لوہے سے ذرہ بنائی جاتی ہے، قدیم زمانہ میں جنگیں تلواروں سے ہوتی تھیں وہ بھی لوہے سے بنتی تھیں، اب لوہے سے بلٹ پروف لباس بنایا جاتا ہے جو بندوں کو گولی سے بچاتا ہے، لوہے سے مختلف قسم کی مشینیں تیار ہوتی ہیں، زمینداروں کے متعلقہ بہت سا سامان لوہے سے بنتا ہے۔

آیہ مبارکہ میں ہے تا کہ اللہ یہ ظاہر کر دے کہ اللہ اور اس کے رسولوں کو بن دیکھے کوئی مدد کرتا ہے یعنی لوہے کے ہتھیاروں سے اللہ کی راہ میں کفار سے کون جنگ کرتا ہے اور اللہ کے منکروں کو کون قتل کرتا ہے، اس دور میں لوہے سے بے شمار ساز وسامان بن رہا ہے جو کام آرہا ہے۔

اگلی آیہ پاک میں جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا گیا کہ ہم نے ان کی اولاد میں نبوت رکھی اور کتاب دی۔ نوح اور ابراہیم علیہما السلام کی اولاد میں نبوت رکھی اور کتاب۔ ان میں بعض ہدایت والے ہوتے ہیں اور اکثر فاسق۔ فاسق اسے کہتے ہیں جو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو۔

وَصلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلیٰ حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَرَهْبَانِيَّةَۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا

پھر ہم نے ان کے طریقہ پر اپنے لگاتار رسول بھیجے اور ان کے بعد عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا اور ہم نے ان کو انجیل دی اور ہم نے ان کے متبعین کے دلوں میں شفقت اور رحمت رکھی اور رہبانیت کو انہوں نے خود ایجاد کیا ہم نے اس کو اُن پر فرض نہیں کیا تھا مگر انہوں نے اللہ کی رضا کی طلب کیلئے ایجاد کیا، پھر

حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ انہوں نے اس کی ایسی رعایت نہ کی جو رعایت کا حق تھا پس ہم نے اُن میں سے ایمان والوں کو ان کا اجر عطا فرمایا اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں (۲۷)

اللہ تعالیٰ کے پیروکاروں کے اعمال

پچھلی آیہ مبارکہ میں نوح اور ابراہیم علیہ السلام کا ذکر تھا اور ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب دینے کا ذکر تھا اس آیہ پاک میں فرمایا گیا، ایسا نہیں کہ نوح و ابراہیم کے بعد یہ روحانی تربیت کا نظام ختم کر دیا گیا ہو بلکہ ان کے بعد یکے بعد دیگرے ہم نے رسول بھیجے ان رسولوں کے بعد عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا اور انہیں انجیل دی۔ ان کے خدام کے دلوں میں شفقت اور رحمت رکھی۔ اس آیہ کریمہ میں ان کے پیروکاروں کے ایک اور عمل کا ذکر کیا جارہا ہے جو انہوں نے خود ہی ایجاد کر لیا تھا اور اس میں اللہ کی رضا سمجھی پھر اس کی صحیح رعایت بھی نہ کی۔ اس عمل کا نام ہے "رہبانیت" جس کا معنی ہے عبادت کرنے میں غلوّ کرنا۔ اسلام سے قبل ان میں رہبانیت تھی وہ یہ کہ گھر بار چھوڑ کر بال بچوں سے منہ موڑ کر جنگل میں جا کر ڈیرہ لگالینا اور وہاں عبادت کرنا وہ سمجھتے تھے، اس طرح اللہ مل جاتا ہے اور اس کی رضا اسی میں ہے، اسلام نے آکر عبادت کے اس طریقہ کو ختم کر دیا اور فرمایا اسلام میں رہبانیت نہیں، اسلام ایسی عبادت کا قائل نہیں، جس سے ماں باپ بہن بھائی اعزاء، اقربا کے حق سلب ہوتے ہیں، بلکہ اسلام نے اعزا، اقربا کے تعلق کو دین کا اہم حصہ قرار دیا ہے۔ خدا نہ ملنا چاہے تو کعبہ میں رہنے والوں کو بھی نہیں ملتا، ابو جہل ابو لہب وغیرہ کعبہ میں رہتے تھے، خدا کو نہ پاسکے، وہ ملنا چاہے تو کسی غریب سے غریب مزدور دیہاتی کو مل جاتا ہے۔ ان کی رہبانیت کا یہ عالم تھا کہ اپنے کو مشکلات و مصائب میں ڈالتے، اپنے کو زنجیروں سے جکڑ لیتے، اسلام نے ایسے انداز کو منع فرمادیا۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جہاد کو لازم رکھو کہ وہ اسلام کی رہبانیت ہے [1]

1 محمد بن عمر، (المتوفی 606ھ)، تفسیر کبیر، ص 29/463

حضرت انس سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا ہر نبی کیلئے رہبانیت ہوتی ہے مگر اُمت مسلمہ کیلئے رہبانیت اللہ کی راہ میں جہاد ہے وہ لوگ رہبانیت سے ثابت کرتے تھے کہ دنیا سے بے رغبتی ہے لیکن اللہ کی راہ میں جان قربان کرنے سے بڑھ کر دنیا کی کوئی بے رغبتی نہیں۔ [1]

حضور ﷺ نے فرمایا تمام اُمور کا سردار اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اسکے کوہان کی چوٹی جہاد ہے۔ رہبانیت کو انہوں نے ایجاد کر لیا تھا ہم نے ان پر فرض نہیں کیا تھا انہوں نے از خود اللہ کی رضا کیلئے اس بدعت کو ایجاد کیا تھا جسے اسلام نے ختم کر دیا۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو عبادت کی ترغیب دی ہے، خواہشات نفس کی پیروی سے روکا ہے، دنیا کی آسائشوں میں غرق ہونے سے روکا ہے لیکن نفس کشی نے وہ طریقہ نہیں بتایا جو عیسائیت کے نظام رہبانیت کا خاصہ ہے، اسلام نفس کے حق ادا کرنے کا حکم دیتا ہے، اپنے نفس کو مشکلات و مصائب میں ڈالنے سے روکتا ہے فرمایا گیا اپنے نفس پر سختی نہ کرو ورنہ اللہ بھی تم پر سختی کرے گا۔ آیہ کے آخر میں فرمایا ان میں سے ایمانداروں کو اجر دیا گیا، ان میں اکثر فاسق و فاجر تھے۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ۙ۲۸ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۲۹

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لاؤ وہ تمہیں دہرا حصہ عطا کرے گا اپنی رحمت سے اور وہ تمہیں ایسا نور عطا فرمائے گا جس کو لے کر تم چل سکو گے او وہ تمہیں بخش دے گا' اور اللہ بہت بخشنے والا' بہت رحم کرنے والا ہے۔ (۲۸) تا کہ اہل کتاب جان لیں کہ وہ اللہ کے فضل پر بالکل طاقت نہیں رکھتے اور بے شک فضل اللہ

صدق اللہ العظیم

1 سلیمان بن اشعث (المتوفی 275ھ)، سنن ابوداؤد، باب فی التواضع الرقم 4895 ص 4/274
محمد بن یزید (المتوفی 273ھ)، سنن ابن ماجه، باب البغی الرقم 4214 ص 2/1409

ہی کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہے عطا فرماتا ہے اور اللہ
بہت بڑے فضل والا ہے (۲۹)

جن کو دہرا اجر دیا جائے گا

آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا اہل کتاب میں سے جو شخص موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام پر ایمان لانے کے بعد ہمارے نبی کریم ﷺ پر ایمان لایا اس کو دو اجر ملیں گے، ایک اجر عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کا دوسرا اجر حضور ﷺ پر ایمان لانے کا، اجر ملنے کا عنوان ایک حدیث شریف سے اس طرح ملتا ہے، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا تین قسم کے آدمیوں کو دو اجر ملیں گے، ایک اہل کتاب میں سے وہ شخص جو اپنے نبی پر ایمان لایا پھر حضور ﷺ پر بھی ایمان لایا، دوسرا وہ غلام جس نے اللہ کا حق بھی ادا کیا اور اپنے مالک کا بھی، تیسرا وہ شخص جس کی ایک باندی ہو وہ اس کی اچھی تربیت کرے اور اُسے پڑھائے پھر اس کو آزاد کر کے اُس سے نکاح کرے۔[1]

اس آیہ کا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ عام مومنین کو نیکیوں کا دس گنا اجر ملے گا تو مومنین اہل کتاب میں سے جو اسلام قبول کرلے گا، اس کو نیکیوں پر بیس گنا اجر ملے گا۔ علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں وہ اہل کتاب جنہیں دو اجر ملیں گے یہ وہ ہیں جو اپنے عقیدہ اور افعال میں مسلسل حق پر قائم رہے[2]

، حتی کہ ہمارے رسول پاک پر ایمان لے آتے پھر فرمایا تمہارے لئے ایسا نور بنادے گا جس میں تم چلو گے یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ پل صراط پر تمہارے لئے روشنی کردے گا یا قیامت کے دن تمہارے لئے جنت کے راستہ کو روشن کردے گا۔ یہ صورتیں تو ہیں کہ نور کا حسّی معنی مراد لیا جائے اگر نور معنوی مراد لیا جائے تو پھر یہ ہوگا کہ تمہارے لئے ہدایت مہیا کردے گا۔ ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ تمہیں دین اسلام میں مبلغ بنادے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا۔ اہل کتاب میں سے نبی پاک پر ایمان لانے والوں کو دگنا اجر ملے گا یہ اللہ کا خصوصی فضل ہے، دو حصے دینے کا معنی یہ بھی ہے کہ اہل کتاب کو معلوم ہو جائے جو حضور پر ایمان نہیں لائے ان

1 احمد بن علی بن المثنی (المتوفی 307ھ)، مسند ابویعلی باب من مسند ابی سعید الخدری الرقم 1000 ص 2/283

2 محمد ثناء اللہ، (المتوفی 1225ھ)، تفسیر مظہری، ص 9/204

کو اللہ تعالیٰ کی اس رحمت سے کوئی حصہ نہیں ملے گا کہ اس رحمت کو حاصل کرنے کی شرط ہی یہ ہے کہ حضور پر ایمان لایا جائے، فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے جسے چاہے عطا کرے اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ